جلد ۷ | ۲۴ وفا ۱۳۳۷ ہش | ۶ محرم ۱۳۷۸ھ - ۲۴ جولائی ۱۹۵۸ء | نمبر ۲۸

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۸ جولائی ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مری سے ۱۸ جولائی کی آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ

حضور کے پاؤں میں نقرس کی تکلیف ابھی باقی ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی و درازیٔ عمر کیلئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں

۱۹ جولائی کے الفضل میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے یہ اعلان شائع ہوا ہے کہ آئندہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ڈاک ربوہ کے پتہ پر ارسال کی جائے۔"

قادیان ۲۳ جولائی کل شام مدرسہ احمدیہ میں زیر صدارت جناب حکیم خلیل احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت ہال بار سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی اور مسٹر بشیر احمد صاحب آرچرڈ کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے اور طلبہ نے مختلف زبانوں میں مذہبی اور تربیتی مضامین پر تقاریر کیں۔

—محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال تا حال ڈلہوزی میں تشریف فرما ہیں اور بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

بعض سبق آموز احوال و کوائف

(از جناب مولوی برکات احمد صاحب بی۔ اے۔ راجیکی)

(۱) جنرل نوری السعید کی موت

مورخہ ۱۴ جولائی کو فوجی بغاوت سے عراق میں جو انقلاب آیا اس میں جنرل نوری السعید وزیر اعظم عراق کا قتل عرب دنیا میں ایک بڑے انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ وہ نوری السعید جن کو رومی ٹوپی میں ملبوس برطانوی کہا جاتا تھا۔ اور تیل کی دنیا کے مضبوط ترین آدمی اور عرب ممالک کے ایک شاطر سیاستدان تھے۔ جو گذشتہ ربع صدی سے عراق میں برسر اقتدار رہے اور نیز دفعہ ملک کے وزیر اعظم بنے آخر موت کا شکار ہو گئے۔

جنرل نوری السعید کی موت میں دنیا کیلئے بہت سے سبق ہیں۔ لیکن اس مختصر نوٹ میں صرف یہی ذکر کرنا ہے کہ جن دنوں نہر سویز کا تنازعہ تھا انہوں نے دعویٰ سے یہ الفاظ کہے تھے۔ کہ:-

"وہ شخص ابھی پیدا نہیں ہوا جو مجھے قتل کر سکے۔"

(بحوالہ مضمون جناب شرداس بینرجی صاحب اخبار ٹریبیون مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۵۸ء)

اسی طرح ایک عراقی جرنیل نے بغداد میں کچھ عرصہ پیشتر کہا تھا کہ:-

"نوری السعید سو سال کی عمر تک زندہ رہیں گے۔" (بحوالہ مذکورہ بالا)

لیکن قضا کا ہاتھ ان پر وار کرنے سے نہ چوکا اور جبکہ وہ اپنے پہلو میں بندوق لئے ہوئے تھے اور حفاظتی آدمیوں کا بھرا ہوا ٹرک ان کے جلو میں جا رہا تھا قاتلوں کے وار کا شکار ہو گئے۔ ان کیلئے مضبوط حفاظتی انتظامات تھے لیکن اس ناگہانی موت سے ان کو کوئی نہ بچا سکا۔ اور انکی حسرتناک موت اہل دنیا کے لئے باعث عبرت بنی۔

اسکے مقابل پر خدا کے نبیوں کی زندگی پر نظر کیجئے وہ نہتے اور بے سر و سامان ہوتے ہیں سیاسی لیڈروں کی طرح زمانے کے خیالات کے مطابق آواز نہیں اٹھاتے بلکہ اپنے گرد و پیش کے مخالف روش اختیار کر کے اہل دنیا کو اپنا دشمن اور خون کا پیاسا بنا لیتے ہیں۔ ان کے مخالفین کوئی دقیقہ عداوت اور دشمنی کا اُٹھا نہیں رکھتے۔ جیسا کہ حضرت بانیٔ اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مطالعہ سے نظر آتا ہے۔ آپکے دشمنوں نے آپکی جان لینے کے لئے ہر ممکن منصوبہ کیا اور مقدور بھر کوشش کی۔ آپؐ بے سر و سامان تھے۔ کوئی فوج اور حفاظتی انتظام نہ تھا۔ ہاں واللہ یعصمک من الناس اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ یعنی اللہ آپؐ کی حفاظت فرمائیگا۔ اور دشمن کو اس کے جان لیوا منصوبوں میں ناکام کرے گا۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ مکہ اور پھر مدینہ میں تیئیس ۲۳ سال کے لمبے عرصے میں دشمن نے آپ کی جان لینے کی ہر طرح کوشش کی۔ اور مخفی اور ظاہری منصوبے بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آپؐ کی جان کو دشمنوں سے محفوظ رکھا۔ اور باوجود حفاظتی سامانوں کے بالکل ناکافی ہونے کے اپنی قدرت سے آپ کی حفاظت فرمائی۔

یہی نشان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں نظر آتا ہے۔ اور یہ واقعات خدا تعالیٰ کی قدرت اور طاقت کے عظیم الشان مظاہرے ہیں۔ واللہ علیٰ کل شیء قدیر۔

(۲)

یہودی کون ہے؟

روزنامہ الجمعیۃ دہلی مورخہ ۲۶ جون ۱۹۵۸ء میں یہ اطلاع شائع ہوئی ہے کہ اسرائیل میں یہ بحث چل رہی تھی کہ یہودی کی کیا تعریف ہے۔ اب حکومت اسرائیل نے اس تعریف سے اتفاق کیا ہے کہ یہودی وہ ہے جو اپنے یہودی ہونے کا حلفیہ اقرار کرے اور یہ اعلان کرے کہ وہ کسی دوسرے مذہب کا پیرو نہیں۔

یہودی کی اصل تعریف تو یہ ہے کہ یہودی وہ ہے جو موسیٰ کو خدا کا رسول اور توریت کو خدا کی کتاب مانے اور اسرائیلی نسل سے ہو۔ لیکن حکومت نے مصلحتاً اس تعریف کو نہیں مانا۔ کیونکہ سوائے فلسطین کے عرب یہودیوں کے حضرت موسیٰ اور توریت پر کوئی ایمان نہیں رکھتا۔ یورپ کے وہ یہودی جو فلسطین میں آباد ہو گئے ہیں نسلاً یہودی ہیں۔ مگر ان میں سے اکثر مذہباً اور عقیدۃً دہریہ اور خدا کے بھی منکر ہیں۔ چہ جائیکہ حضرت موسیٰؑ اور توریت کو ماننے والے ہوں۔

حکومت اسرائیل نے یورپ کے یہودیوں کو یہودی کی تعریف کے ماتحت لانے کے لئے مصلحتاً یہودی کی یہ تعریف کی ہے اور اس سے ملک کی مقبولی اور یکجہتی قائم رکھی ہے۔

لیکن مسلمانوں پر افسوس ہے کہ انکے علماء آئے دن فتاویٰ تکفیر شائع کرتے رہتے ہیں انکو یہ توفیق تو نہیں کہ کسی غیر مسلم یا کافر کو دائرہ اسلام میں داخل کریں۔ اور اپنی قوم کی سالمیت کا باعث ہوں لیکن اہل قبلہ کو جو نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ۔ ذبیحہ میں ان سے متحد الخیال ہیں اپنے فتووں سے اسلام سے خارج قرار دیتے رہتے ہیں۔ خواہ اس سے قوم میں پراگندگی اور انتشار پیدا ہو اور باہمی تنازعات اور مناقشات روز بروز بڑھتے رہیں۔ آج اہل اسلام کی یہ حالت ہے۔ کہ مسلمانوں کا ہر فرقہ دوسرے فرقے کو کافر اور خارج از اسلام قرار دینے میں پیش پیش ہے۔ لیکن تبلیغ کے ذریعہ اسلام میں داخل کرنیوالی جماعت سوائے احمدیہ جماعت کے اور کوئی نظر نہیں آتی۔

انگلستان کے مشہور اخبار سنڈے ٹائمز میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا خوشکن تذکرہ

زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ انگلستان کے مشہور اخبار "سنڈے ٹائمز" لندن نے از بیتھ ہکسلے کا لکھا ہوا ایک مضمون بعنوان Fanning The Flame of Islam شائع کیا تھا اس میں اس خاتون نے مغرب میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا بھی شاندار الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ مضمون کے متعلقہ حصہ کا ترجمہ افادۂ عام کی غرض سے ذیل میں شائع کیا جا رہا ہے۔

"دوسرے نمبر پر جماعت احمدیہ ہے۔ جو اس دلچسپ نظریہ کی حامل ہے کہ مسیح (علیہ السلام) صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ وہاں سے بچکر سفر کرتے کراتے کشمیر چلے آئے تھے اور اب وہ سرینگر میں مدفون ہیں نیز یہ کہ مسیح کی آمد ثانی (حضرت) مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ السلام) کے وجود میں جنہوں نے ۱۹۰۸ء میں وفات پائی پوری ہو چکی ہے۔ اگرچہ اس جماعت کے ممبران کی اکثریت علاقہ پنجاب سے تعلق رکھتی ہے تاہم اس جماعت کی مساجد برطانیہ۔ ہالینڈ۔ جرمنی۔ امریکہ اور دوسرے ممالک میں بھی موجود ہیں۔

مشرقی افریقہ میں اس جماعت نے بہت سے اخبارات جاری کر رکھے ہیں۔ علاوہ ازیں انہوں نے وہاں سواحیلی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی کیا ہے جس کا پہلا ایڈیشن دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوا ہے۔ نیز کیکویو زبان میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ ہو رہا ہے۔ جھیل وکٹوریہ کے علاقے میں جہاں کے لوگ کینیا کی سیاسیات میں بہت پیش پیش ہیں۔ جماعت احمدیہ کے مبلغین کی مساعی بارآور ثابت ہو رہی ہیں۔ اور وہاں لوگ اس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ جماعت جو پہلے ٹانگانیکا میں پھیلنی شروع ہوئی تھی۔ اب مشرقی افریقہ کے اکثر علاقوں میں پھیلتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔

اس کے مبلغین جو پاکستان سے بھیجے جاتے ہیں اکثر و بیشتر ذہنی لحاظ سے پراثر شخصیت اور اعلیٰ قوت کردار کے مالک ہوتے ہیں۔ اور اس جماعت کا یہ اصول کہ ہر رکن اپنی آمد کا دسواں حصہ اشاعت اسلام کے لئے ادا کرے۔ مزید ترقی اشاعت کے لئے فنڈ فراہم کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔"

(سنڈے ٹائمز لندن مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۵۸ء)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲۴ر جولائی ۱۹۵۸ء

ہندوستان میں مذہب کا احیاء

لندن کے سینٹ پال کیتھیڈرل میں تقریر کرتے ہوئے پادری اے اے مکرجی نے کہا:۔

"ہندوستان میں بڑی تیزی اور شدت کے ساتھ مذہب کا احیاء ہو رہا ہے ہندوازم اور بدھ ازم اور ہندومت پھر سے اُبھر رہے ہیں"۔

اس الحاد اور بے دینی کے دور میں مذہبی احیاء کی بات بڑی خوش کن ہے مگر کیا یہ احیائی صورت الحاد و بے دینی سے بیزاری اور مادہ پرستی سے دل برداشتگی کے بعد پیدا ہوئی؟ نہیں بلکہ پادری مکرجی کی طرف سے ہی اس تحریک کے تجزیہ سے جو افسوسناک پہلو سامنے آیا وہ یہ ہے کہ اس کے پیچھے بعض قسم کے سیاسی لیڈروں کی مطلب براری اور اس ڈھونگ سے اپنے مقاصد کا حصول ہے گویا مذہب کے لئے ایسے بُرے دن بھی دیکھنے نصیب تھے!۔

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

کس قدر پاکیزہ اور مقدس ہے خدمت و احیائے مذہب کا کام! جس میں انسانی ہمدردی کے لئے حقیقی کوشش اس کی فلاح و بہبود کے لئے ایثار و قربانی کا سچا نمونہ دکھانا گویا پہلا اور آخری زینہ ہے۔ اس کے برعکس سیاست نام ہے مطلب پرستی دھوکا بازی اور خود غرضی کا۔ اب اس قسم کی متضاد کیفیات کے امتزاج کا جو نتیجہ ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے۔ بایں ہمہ مذہب پسند طبقہ کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں جب تک دنیا میں مذہب کا خالص سونا موجود ہے۔ اس کو پرکھنے کے لئے کسوٹی پاس ہے۔ اس کی اصلی چمک دمک اور معنوی خوبیوں سے آنکھیں اور دل آشنا ہیں۔ لوگوں کی عقل خود کام کرتی ہے۔ یہ ملمع کی باتیں زیادہ دن کام نہیں دے سکتیں۔

جب مذہب نام ہوا اُس راستے کا جو انسان کو اپنے محبوب حقیقی اور مطلوب اصلی تک پہنچا دے اور جب ابتداء ہی سے وہ اس راستے کی خود ہی راہنمائی بھی کرتا چلا آیا ہے۔ تو اس کے حقیقی احیاء کا کام بھی اُسی کے ہاتھوں سرانجام پائے گا۔ اس کے لئے نہ تو پہلے دنیوی یا اہلِ زمین کی کوشش کی ضرورت ہوئی۔ اور نہ اب کوئی مذہب اس طبقہ کا مرہون منت ہو سکتا ہے۔ دنیا میں اصلی اور نقلی دونوں قسم کے مال ہوتے ہیں۔ نقلی اشیاء کی موجودگی کی وجہ سے اصلی چیز کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ جانچ پڑتال کے لئے نظر چاہیے!

جب سے دنیا بنی ہے وقتاً بعد وقتٍ مذہب کے احیاء کا کام ہوتا چلا آیا ہے۔ اصلی اور حقیقی مصلحین کو دنیا نے اُن کے کام سے پہچانا اور ان کے کام کے نتائج سے اُن کو شناخت کیا۔ ان میں انسانی ہمدردی کی واقعی جھلک نظر آتی ہے۔ وہ ایثار و قربانی کے مجسمے ہوتے ہیں۔ وہ خودغرضی اور مطلب براری سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے دور ہوتے ہیں۔ وہ دنیا میں رہتے ہیں مگر نہ اپنے لئے بلکہ اوروں کے لئے۔ ان کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے اور انکے قول و فعل میں پوری مطابقت ہوتی ہے۔

جب بھی خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا رستہ مرور زمانہ کے باعث اور اہلِ زمین کی بے اعتنائی سے مہجور و متروک ہو کر پُرخطر بن گیا۔ نور روحانیت کے سرچشمہ یعنی اس دنیا کے خالق و مالک کی رحمت نے از خود ہی جوش مارا۔ اُس کے فرستادے رحمت کے بادل بن کر مردہ زمین پر برسے اور زمین والوں میں زندگی کی روح پھونک گئے۔ ہر زمانہ میں جس قسم کی روحانیت کی ضرورت ہوئی۔ اس کے مطابق وقت کے داعی کو حصہ ملا۔ اور اس دنیا سے اُس وقت تک نہ اُٹھایا گیا جب تک کہ اُس کے مقصد کی تکمیل نہ ہوئی۔ اور کوئی زمانہ بھی ارشاد و ہدایت کے کام سے خالی نہ گیا پھر کیوں نہ سمجھا جائے کہ اس زمانہ میں بھی اُسی کام کے اہل ہی اس کی سرانجام دہی میں مصروف ہیں۔

اس وقت ہمیں اس بات سے بحث نہیں کہ بعض سیاسی لیڈروں نے اپنے مقصد کے حصول کے لئے بعض مخصوص مذاہب کے احیاء کو اپنا آلہ کار کیوں بنایا کیونکہ دنیا ایسی اندھی نہیں کہ اصل اور نقل میں تمیز نہ کر سکے یا مذہب کا تفوق از خود ہی اس امتیازی صورت کو دنیا کے سامنے پیش نہ کر سکے کیونکہ

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

زندہ مذہب میں زندگی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اُس کے ذریعہ مذہب کا مقصد اصلی حاصل ہوتا ہے۔ اُس پر چل کر وصالِ الٰہی کی راہ کھلتی ہے۔ دلوں کی گمشدہ چیز مل کر اُنہیں سکون و قرار حاصل ہوتا ہے۔ محبوب حقیقی اُن کو شرف مکالمہ و مخاطبہ بخشتا ہے۔ مصائب و آلام کی گھڑیوں میں اُن کی نصرت و تائید کرتا ہے اُن کی دعاؤں کو پایۂ قبولیت جگہ دیتا ہے۔ بس اس پہلو سے غور کرتے ہوئے بھی مذہب کے اصلی احیاء کے معاملہ میں بلاشبہ ہندوستان ہی دیگر ممالک کے مقابل پر سرِفہرست دکھائی دیتا ہے۔ اس لئے کہ اس بے دینی اور الحاد کے دور میں جب تمام پرانے مذاہب بھی گویا پھر سے زندہ ہو رہے ہیں۔ افقِ آسمان پر روشن سیارہ کی طرح مذہب اسلام اپنے نورِ حقیقی سے دنیا کو اس سرزمین سے منور کر رہا ہے۔ اور اس کی زندگی کا بیّن ثبوت زندہ خدا سے اُس کا تعلق ہے۔ اُس کی کتاب زندہ ہے۔ جس کی تعلیم دنیا کی ہر قسم کی علمی ترقی کے باوجود اب بھی ایسی ہی قابلِ عمل ہے۔ جیسی پہلے تھی۔ بلکہ وہ دن قریب ہیں کہ ساری دنیا اس روشنی کے مینار سے اپنا راستہ دیکھے گی اور زندگی کے مختلف موڑوں پر اس کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائے گی

اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اس لئے کہ اس کے بھیجنے والے نے ہر زمانہ میں اُس کی حفاظت کا کام اپنے ذمہ لیا اور وعدہ کے موافق تنزل اور ادبار کے بعد پھر سے ترقی اور سربلندی کے سامان کر چکا ہے۔ آج سے پون صدی پہلے ہندوستان ہی کی سرزمین میں اس کی بنیاد ڈالی گئی۔ گویا ایک طرف زمانہ میں دورِ ظلمت کی انتہا تھی۔ تو اُسی وقت دوسری طرف اس ظلمت کو دور کرنے کیلئے اُفقِ مشرق سے صبح کا ستارہ طلوع ہونے کے سامان ہو چکے تھے! اور خدا کے فضل سے اب تو دنیا اس ستارہ کی روشنی اور اس کی افادیت سے آشنا ہو چکی ہے! آج سے کچھ عرصہ قبل انسانیت کے سچے خیرخواہ اس زمانہ کے ریفارمر حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے نہایت محبت کے ساتھ دنیا داروں کو اپنی بعثت کا مقصد بتاتے ہوئے ان الفاظ میں ایک زندگی بخش پیغام دیا:۔

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اُس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو چکی ہے۔ اُس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کروں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے۔ اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قال کے ذریعہ سے ان کی کیفیت بیان کروں۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے۔ جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگاؤں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں بلکہ اُس خدا کی طاقت سے ہو گا جو زمین و آسمان کا خدا ہے"

(لیکچر اسلام ص۳۴)

بہرحال خدا کے برگزیدہ کی یہ آواز قادیان کی مقدس بستی سے بلند ہوئی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک دنیا زندہ ہو رہی ہے۔ اِسی خلیل اور منہمک جماعت کے جملہ واقعات و حالات پر سنجیدگی سے غور کرنے سے بلاخوفِ تردید یہ بات ببانگِ دہل کہی جا سکتی ہے۔ کہ فی الواقع ہندوستان میں مذہب کا احیاء ہو رہا ہے۔ مگر مذہب سے مراد حقیقی مذہب ہے۔ جس سے اصل معنوں میں مذہب کی غرض پوری ہو رہی ہے۔ کیونکہ مذہب کے احیاء سے مراد مذہب کی اصل روح کا زندہ ہونا اور اُس کی قدروں میں تازگی ہے!!

مشرق وسطیٰ میں ہلچل

خدا خیر کرے خوفناک تباہی کے خطرات جو دنیا پر تیسری عالمگیر جنگ کی صورت میں مدت سے منڈلا رہے تھے شاید بالآخر اب پر

قادیان میں جماعت احمدیہ کا سڑسٹھواں ۶۷

جلسہ سالانہ

— بتاریخ —

۱۷-۱۸-۱۹ ؍ اکتوبر منعقد ہو رہا ہے!

احباب خود بھی تشریف لائیں اور دیگر احباب کو بھی ہمراہ لانیکی

کوشش فرماویں!

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

معارف القرآن

جب بھی دنیا میں تاریکی چھا جاتی ہے اور لوگ روحانی طور پر مر جاتے ہیں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رسول ضرور مبعوث ہوتا ہے

ایسا زمانہ کوئی نہ آئیگا کہ دنیا میں خرابی ہو اور قرآن و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکی ہدایت کا موجب نہ ہو سکیں!!

(از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اس ہفتہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کوئی تازہ خطبہ موصول نہیں ہوا اس لئے تفسیر کبیر جلد ہشتم سے سورۃ القدر کی تفسیر کا بیان زدہ ایک لیلۃ القدر پر مختصر مضمون افادۂ احباب کیلئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے (ایڈیٹر) یہ نے

لیلۃ القدر کے دونوں معنے

بیٹھتا ہیں: (۱) یہ بھی کہ وہ معین رات جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ قرآن کریم کے نزول کی وجہ سے ایسی اہمیت رکھتی ہے کہ اُسے لیلۃ القدر کہنا چاہیئے (۲) اور یہ معنے بھی میں نے لئے ہیں کہ لیلۃ سے مراد وہ رات نہیں جس میں قرآن کریم نازل ہوا بلکہ وہ تاریک زمانہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ ایسے نازک زمانوں میں ہی خدا تعالیٰ کی غیرت جوش میں آکر آئندہ

نیکی اور تقویٰ کی بنیاد

رکھا کرتی ہے۔ اور جب تاریکی بڑھتے بڑھتے خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچتی ہے تو اُس وقت وہ تاریکی کا زمانہ بظاہر تاریک ہوتا ہے لیکن بالقوہ اُس کے اندر قدرتِ خداوندی پائی جاتی ہے گویا لیلۃ القدر ایک جہت سے رات ہے اور ایک جہت سے دن سے بھی زیادہ شاندار ہے۔ وہ اظہارِ قدرت کا وقت بھی ہے اور وہ تاریک وقت بھی ہے۔ دنیا کی نگاہوں میں وہ تاریکی کی انتہا کو ظاہر کرنے والا وقت ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی نظر میں وہ آئندہ آنے والی عظیم الشان روشنی کے لئے

ایک بیج کا کام

دے رہی ہے۔ گویا اُس رات کی مشابہت رحمِ مادر سے ہوتی ہے جبکہ اُس کے اندر نطفہ پڑ چکا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمَاتٍ ثَلَاثٍ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ (سورہ زمر ع) یعنی خدا تعالیٰ تمہاری ماؤں کے پیٹ میں درجہ بدرجہ تین قسم کی ظلمتوں میں سے گذارتے ہوئے تمہیں پیدا کرتا ہے جس کے بعد تم ایک مکمل انسان بن جاتے ہو۔ تمہارا رب ایسا ہے سب اقتدار اُسی کے قبضہ میں ہے پس جس طرح رحمِ مادر کے اندر نطفہ ٹھہر گیا ہو تو ایک تاریک کوٹھڑی کی طرح ہوتا ہے۔ اُس میں انسان کی پیدائش کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ اسی طرح لیلۃ القدر رحمِ مادر کی طرح بظاہر تاریک ہے۔ لیکن قوم اور نسل کی پیدائش کی بنیاد اُسی میں رکھی جاتی ہے

۳۔ تیسرے معنے اس آیت کے یہ ہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر میں نازل

کیا گیا ہے۔ یعنی اُس زمانہ میں پیدا کیا ہے جس میں لوگ اللہ تعالیٰ سے دور چلے جاتے ہیں۔ اور

آسمانی نور

بالکل کھینچ لیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے انسان محروم رہ جاتا ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص بندہ نازل ہوتا ہے جو دوبارہ دنیا کو روشنی اور ہدایت کی طرف لاتا ہے۔ یہی رات نبی کی سچائی کا سب سے بڑا ثبوت ہوتا ہے اگر دنیا پر تاریک روحانی رات نہ آئی ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اصلاحی نبی نہیں آیا کرتا۔

انبیاء کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک تعمیری اور ایک اصلاحی۔ تعمیری انبیاء وہ ہوتے ہیں جو عقائد یا مسائل مہمہ میں خرابی کے وقت نازل ہوتے ہیں اور ایک نئے دین کی تعمیر کرتے ہیں یا ایک نئی تشریع کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اور اصلاحی وہ جو بغیر خرابی کے وقوع کے نبی کے کام کو جاری رکھنے کے لئے آتے ہیں تعمیری نبی ایسے ہیں جیسے حضرت موسیٰ، حضرت مسیح اور آنحضرت صلعم کہ یہ اُس وقت آئے جب شرائع مٹ چکی تھیں یا اُن کے معنے لوگوں کی نظروں سے غائب ہو چکے تھے۔ اور

اصلاحی نبی

ایسے ہی جیسے کہ حضرت ابراہیمؑ کے بعد اسحاقؑ اور اُن کے بعد یعقوبؑ اُن کے بعد یوسفؑ ان نبیوں کے وقت میں کوئی خرابی پیدا نہ ہوئی تھی جسے مٹانے اور پھر شریعت کو قائم کرنے کے لئے وہ آئے ہوں۔ بلکہ اُن کی بعثت کی غرض صرف یہ تھی کہ تعلیم الٰہی جو آ چکی تھی۔ اسے اپنے عمل اور نگرانی سے مزید راسخ کریں یا جو اب تک نہیں مانے اُن میں پھیلائیں۔ پس گو یہ دونوں قسم کے نبی ایک نسبتی رات کے وقت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن تعمیری نبیوں کے زمانہ کی تاریکی ظاہر و باہر ہوتی ہے۔ اور اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ــــ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (سورہ روم ع آیت ۴۲) یعنی یقیناً خشکی اور تری میں یعنی نبیوں کو ماننے والی اور نہ ماننے والی قوموں میں فساد ظاہر ہو چکا

ہے۔ اور یہ سب کچھ انسانوں کے اعمال سے ہوا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کا کلام چھوڑ دینے کی وجہ سے یہ حالت پیدا ہوئی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے بعض اعمال کی سزا جن کی سزا اس دنیا میں مقدر ہے اُن کو یہاں دے گا تا اس سزا کی وجہ سے اُن کے دل میں توبہ کی طرف توجہ پیدا ہو اور وہ دوبارہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔

اللہ تعالیٰ اسی تاریکی کی حالت کی طرف اشارہ کرکے اس آیت میں فرماتا ہے إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ہم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یقیناً لیلۃ القدر میں مبعوث فرمایا۔ یعنی ایسی روحانی رات میں جو تقاضا کرتی ہے کہ اس میں کوئی رسول نازل کیا جائے جو لوگوں کی اصلاح کرے اور انہیں تاریکی سے نکالے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن کریم میں

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت

آتا ہے۔ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (مائدہ رکوع آیت) یعنی اے اہلِ کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس اس لئے آیا ہے کہ بہت سے انوار بائیبل کے جو تمہاری بدعملیوں کی وجہ سے ظاہر نہ ہو سکتے تھے تم پر دوبارہ ظاہر کرے۔ اور تمہاری کمزوریوں سے درگذر کرے۔ سنو! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور (یعنی رسول) اور سب باتیں کھول کر بیان کرنے والی ایک کتاب آئی ہے ان میں سے ہر ایک کے ذریعہ اللہ تعالیٰ انہیں جو اُس کی بات پر چلتے ہیں سلامتی کے راستوں کی طرف ہدایت بخشتا ہے اور اللہ کا رسول اللہ کے حکم سے انہیں جو اُس کی بات مانتے ہیں موجودہ ظلمت سے نکال کر خاص نور کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف لے جاتا ہے۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تاریکی کا زمانہ تھا۔ یعنی ایک روحانی رات تھی اور ایسے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم

کو نازل کرکے بنی نوع انسان کو پھر سے سلامتی کی راہیں دکھلائیں اور

ترقیات کے راستے

اُن کے لئے کھولے۔ پس إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں ہُ کی ضمیر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف بھی جا سکتی ہے۔ اور اس کا قرینہ بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ جس طرح سورہ العلق میں جو اس سے پہلی سورۃ ہے اِقْرَأْ کے الفاظ سے قرآن کریم کو پیش کیا گیا تھا اسی طرح اس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی ذکر تھا۔ اس سورۃ کی مندرجہ ذیل آیات میں آپ ہی کا ذکر ہے۔ أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ یعنی تو مجھے اس شخص کا حال تو بتا جو ایک عظیم الشان بندہ کو جب وہ نماز پڑھتا ہے نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔ پس جس طرح إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ میں قرآن کریم کی طرف ضمیر جا سکتی ہے جیسا کہ پہلے بیان کردہ معنوں میں میں نے اس طرف ضمیر پھیری ہے اُسی طرح أَنْزَلْنَاهُ کی ضمیر أَرَأَيْتَ کی تاء کی طرف اور عَبْدًا کی طرف بھی جا سکتی ہے پس اس آیت کے دوسرے معنے یہ بھی ہیں کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لیلۃ القدر میں اُتارا ہے۔

جیسا کہ میں اوپر بتا چکا ہوں تمام انبیاء کبار اسی زمانہ میں نازل ہوتے ہیں جب دنیا میں تاریکی اور ظلمت کا دور دورہ ہوتا ہے اور ایسے وقت میں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی نہ آئے تو یقیناً لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارہ میں شبہ پیدا ہوگا قرآن کریم بار بار اس دلیل کو پیش کرتا ہے کہ ضرورت کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام نازل ہوتا ہے چنانچہ سورہ یٰسین میں آتا ہے وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ (یٰسین ع آیت ۳۴) یعنی تمہارے لئے مردہ زمین میں ایک نشان ہے خدا تعالیٰ اُسے زندہ کرتا ہے اور پھر اُس میں سے دانے نکالتا ہے جس میں سے تم کھاتے ہو۔ یعنی جب بھی زمین مردہ ہو جاتی ہے ذخائر کو ختم ہونے سے بچانے کے لئے خدا تعالیٰ ہمیشہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین کو دوبارہ زندہ کر دیتا ہے۔ یعنی کیا کفار یہ خیال نہیں کرتے کہ جو خدا اُن کی دنیوی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے وہ اُن کی

روحانی ضرورتوں

کو پورا نہ کرے گا۔ اور بوقتِ ضرورت نبی نہ بھیجے گا۔ اسی سورۃ میں آگے چل کر فرماتا ہے۔ اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ ۝ فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (روم ع آیت ۴۹ تا ۵۱) یعنی اللہ ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو

اُٹھاتی ہیں پھر اُن بادلوں کو جس طرح چاہتا ہے پھیلاتا ہے (یعنی ہر ملک کے لئے ہواؤں کے الگ الگ رُخ مقرر ہیں جن کے مطابق بادل پھیل جاتے ہیں) پھر جب اُن بادلوں کو اپنے جن بندوں تک چاہتا ہے پہنچا تا ہے۔ تو وہ اچانک (بعد مایوسی کے) خوش ہو جاتے ہیں۔ اور گو وہ بہت سے عرصہ سے اس بارش کے نزول سے نا امید ہو چکے تھے۔ پس تو اللہ تعالےٰ کی رحمت کے آثار کو دیکھ کس طرح وہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔ یہی خدا مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ یہاں تو

مردوں کو زندہ کرنے کا ذکر

ہے۔ کیونکہ گمراہوں کو ہدایت بخشنا یا دینی علوم سے ناواقفوں کو علوم الٰہی کی خبر دینا بھی مردہ زندہ کرنا کہلاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت آتا ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ (الانفال ع آیت ۲۵) یعنی اے مومنو جب خدا اور اس کا رسول تم کو بلائیں تو اُن کی بات مانا کرو کیونکہ تم مردہ ہو وہ تم کو زندہ کرنے کے لئے بلاتے ہیں۔ اور تمہارا اپنا فائدہ اسی میں ہے کہ تم اُن کی آواز سنو۔ انہی مُردوں کی نسبت یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں یعنی اُن پر رات طاری ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّبُکْمٌ فِی الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ یَّشَاِ اللّٰہُ یُضْلِلْہُ ؕ وَمَنْ یَّشَاْ یَجْعَلْہُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (انعام ع آیت ۴۰) یعنی وہ لوگ جو ہمارے نشانوں کا انکار کرتے ہیں بہرے اور گونگے ہیں اور اندھیروں میں پڑے ہوئے ہیں خدا تعالےٰ جس کی نسبت چاہتا ہے گمراہی میں پڑا رہنے دیتا ہے اور جس کی نسبت چاہتا ہے اُسے سیدھے راستہ پر ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (مائدہ ع آیت ۱۷) یعنی یہ رسول لوگوں کو تاریکیوں میں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔

مذکورہ بالا آیات سے ظاہر و ثابت ہے کہ جب بھی دنیا پر روحانی تاریکی چھا جاتی ہے اور لوگ روحانی طور پر مر جاتے ہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک رسول ضرور مبعوث ہوتا ہے۔ پس ان معنوں کی رُو سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو شدید ترین تاریکیوں کا زمانہ تھا ایک نبی کا مبعوث ہونا ضروری تھا اور آپ کا دعویٰ بالکل مناسب وقت پر تھا۔ دنیا پیاسی ہو رہی تھی۔ اسے آسمانی پانی کی ضرورت تھی۔ اُسے ایک زندہ کرنے والی ہستی کی احتیاج تھی۔ دنیا پر ایک تاریک رات طاری تھی۔ اُسے ایک روحانی سورج کی ضرورت تھی جو رات کی ظلمت کو دور کرے اور اُسے ایمان کی روشنی بخشے۔ اسی مفہوم کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ایک دوسری آیت میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سِرَاجًا مُّنِیْرًا (سورہ احزاب

پ ع) قرار دیا ہے۔ غرض یہ فرما کر کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا ہے۔ آپ کی صداقت کی ایک ایسی زبردست دلیل دی گئی ہے جس کا کوئی مذہب انکار نہیں کر سکتا۔ کونسا مذہب ہے جو اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ دنیا پر جب جب بھی ظلمت اور تاریکی کا دور آتا ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک مامور اسے روشنی بخشنے کے لئے ضرور اس زمانہ میں مبعوث ہوتا ہے۔ بائیبل بھی اس پر متفق ہے۔ مسیح کیوں آیا؟ اسی لئے کہ

بنی اسرائیل پر ایک رات

طاری ہو گئی تھی۔ ہندو مذہب کرشن جی کی دوبارہ بعثت کا کیوں امیدوار ہے؟ اس لئے کہ وہ زمانہ کلجگ کا ہوگا۔ بُدھ مت اور زردشت مذہب بھی اسی امر کے مدعی ہیں کہ جب جب تاریکی کا زمانہ دنیا میں آئیگا خدا تعالےٰ کے مامور بھی ظاہر ہوتے رہیں گے۔ پھر کس طرح ہو سکتا تھا کہ سب سے زیادہ تاریک زمانہ جس میں سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا گذر رہی تھی۔ اس میں کوئی مامور مبعوث نہ ہوتا۔ اگر ایسا ہوتا تو سب مذاہب جھوٹے ثابت ہو جاتے۔ خدا تعالےٰ کا وجود ایک واہمہ بن کر رہ جاتا۔ پس اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ کی آیت

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت

کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ اس تاریک رات کو روشن کرنے کے لئے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا اور کون آیا؟ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ نعوذ باللہ جھوٹا تھا تو پھر سب مذاہب ہی جھوٹے ہوئے کہ جو اس امر پر متفق ہیں کہ تاریکی اور ظلمت کے وقت [illegible] ہو جانے کی صورت میں ضرور خدا تعالےٰ کا روحانی سورج چڑھتا ہے جس طرح جسمانی رات کے بعد فوراً جسمانی سورج چڑھتا ہے۔

اس جگہ ایک لطیفہ یاد رکھنے کے قابل ہے اور وہ یہ کہ

مسیحی مصنف

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں تو آپ کی کامیابی کی یہ دلیل دیا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے زمانہ میں آئے تھے جب سارے مذاہب بگڑ چکے تھے اس لئے آپ کی تعلیم کامیاب ہو گئی۔ انہیں یہ خیال کبھی نہیں آتا کہ ہم اس دلیل سے خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں۔ اگر اُس زمانہ میں سارے مذاہب بگڑ چکے تھے اور [illegible] محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور دنیا

طرف ایمانیوں پر غلبہ حاصل ہو گیا تو سوال یہ ہے کہ ایسے ہی زمانہ میں تو خدا تعالےٰ کے رسول آیا کرتے ہیں۔ اگر وہ زمانہ واقعہ میں ایسا تھا کہ دنیا کے مذاہب بگڑ چکے تھے اور لوگ اپنے مذاہب کی تعلیمات سے دور جا چکے تھے تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے یا تکذیب؟ کیا نبی دنیا میں ایسے زمانہ میں بھی آیا کرتا ہے جب سارے لوگ راستی اور صداقت پر قائم ہوں اور وہ نیک اور با اخلاق ہوں۔ کیا

مسیح کی کامیابی

کی وجہ یہ نہ تھی کہ لوگ بگڑ چکے تھے اور وہ نیکی اور تقویٰ کو ترک کر چکے تھے۔ اس لئے صداقت جھوٹ پر غالب آ گئی؟ کیا موسیٰ کی کامیابی [illegible] کی یہی وجہ نہیں تھی؟ کیا کرشنؑ اور رام چندرؑ اور زرتشتؑ اور بدھؑ کی کامیابی کی یہی وجہ نہیں تھی۔ بلکہ اُن کے نزول کی یہی وجہ تھی۔ اگر اس وجہ سے کسی نبی کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر تمام نبیوں کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی نبی بھی ایسے زمانہ میں نہیں آیا جب لوگ درست حالت میں ہوں۔ ہمیشہ ہی بد اخلاقی، بے ایمانی اور گندگی کے پھیل جانے کی صورت میں ہی نبی آیا کرتے ہیں۔

چوتھے معنے اس آیت کے یہ ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو لیلۃ القدر میں اتارتے رہتے ہیں یعنی نہ صرف قرآن کا پہلا نزول ایک تاریک زمانہ میں ہوا ہے۔ بلکہ آئندہ بھی جب دنیا میں تاریکی کا زمانہ آئے گا قرآن کریم اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں اُتریں گے اور پھر بنی نوع انسان کی راہنمائی اور ہدایت کا موجب ہوں گے۔ یعنی ایسا زمانہ کوئی نہ آئیگا کہ دنیا میں خرابی ہو اور قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم اُن کی ہدایت کا موجب نہ ہو سکیں اور کسی نئی شریعت کی ضرورت پیش آ جائے۔ بلکہ جب کبھی قرآن کا نور دنیا سے مٹنے لگے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی پر پردہ پڑ جائیگا۔ خدا تعالےٰ دوبارہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثیل روحانی وجودوں کو دنیا میں مبعوث فرمائے گا جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو بھی ظاہر کریں گے اور قرآن کریم کی تعلیم کو بھی دوبارہ روشن کر دیں گے۔ اور ثابت کر دیں گے کہ خرابی نہ قرآن میں تھی نہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں تھی بلکہ بنی نوع انسان کے فہموں میں خرابی تھی کہ وہ قرآن کریم کے معانی کو سمجھنے سے قاصر ہو گئے تھے یا اُن کے دلوں میں خرابی تھی کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے اندر لینے سے محروم ہو گئے تھے۔

دوسری جگہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۚ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ (سورہ جمعہ ع ۱) ان آیتوں میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس زمانہ میں بھی نازل فرمایا تھا جس زمانہ میں آپ کی جسمانی بعثت ہوئی تھی۔ اور آئندہ پھر اُس زمانہ میں بھی نازل فرمائے گا جبکہ ایسے ہی حالات پیدا ہو جائیں گے۔ یعنی اللہ تعالےٰ

آپ کا ایک مثیل

ظاہر فرمائے گا۔ جو آپ کی نیابت میں دنیا کو پھر اسلام کی طرف واپس لائے گا۔ اور اسلام کی شوکت کو دنیا میں قائم کریگا۔ اسی زمانہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اُس زمانہ میں قرآن کریم بھی آسمان پر اُٹھ جائیگا اور وہ موعود پھر قرآن کو واپس لائیگا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ (مشکوٰۃ کتاب العلم ۳۸) قرآن کریم کا صرف نام اور اُس کے الفاظ باقی رہ جائیں گے اُس کے معانی سے لوگ ناواقف ہو جائیں گے پس وہ موعود پھر قرآن کو آسمان سے واپس لائیگا۔ اور قرآن اپنے کامل علوم اور معرفت سمیت پھر دنیا میں آ جائیگا۔ اور یہی نہ ہوگا کہ دنیا کے پاس فقط اُس کا نام اور نشان باقی ہو۔ خود اس سورۃ میں بھی اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ آگے چل کر بیان فرمایا گیا ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا جو استمرار کا صیغہ ہے یعنی ایسی لیلۃ القدریں ہمیشہ آنیوالی ہیں اور اُن میں خدا تعالےٰ کے ملائکہ اور روح اترا کریں گے۔ پس جب لیلۃ القدر کئی آنیوالی ہیں اور اُن میں ملائکہ اور روح اُترنیوالے ہیں تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آیت زیر تفسیر میں اَنْزَلْنَا کے معنے صرف ماضی کے نہیں بلکہ مستقبل کے بھی ہیں اور قرآن کریم میں ماضی بمعنے مستقبل کئی جگہ استعمال ہوا ہے۔

میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ اس آیت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل بروزوں کی طرف اشارہ ہے لیکن چونکہ ناقص بروز بھی بروز ہی ہوتا ہے اسلئے یہ آیت ناقص بروزوں کے متعلق بھی اشارہ کرتی ہے یعنی ایسے زمانہ [illegible] جبکہ کامل تاریکی تو نہیں آتی لیکن [illegible] کی ضرورت انسان کو محسوس ہوتی۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ ہر صدی کے سر پر دنیا کو ایک ہوشیار کرنیوالے کی ضرورت پیش آ جاتی ہے اور اسلام میں اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے اللہ تعالیٰ

ہر صدی کے سر پر مجدد

بھیجتا رہے گا۔ ان مجددوں کے متعلق بھی اس آیت میں پیشگوئی موجود ہے۔ کیونکہ وہ بھی جزوی طور پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ اور ایک جزوی تاریک رات میں اُن کا ظہور ہوتا ہے۔

ضرورت و برکات نبوّت

پیش آمدہ مشکلات کا اصل حل

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

(۲)

اشاعت گذشتہ میں مقتضیات نبوت بعد آنحضرت صلعم کے ضمن میں بتایا جا چکا ہے کہ سابقہ پیشگوئیوں کا پایا جانا اس وقت نبی کی ضرورت کو ظاہر کرتا ہے۔ پس اُس زمانہ میں نبی کی آمد کے ساتھ یہ تمام پیشگوئیاں اُس کے وجود سے پوری ہوتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ خود قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور اقوال سلف صالحین آخری زمانہ میں اس امت کے لئے ایک نبی کی خبر دے رہے ہیں جیسا کہ وآخرین منہم لما یلحقوا بہم اور مسلم کی حدیث وغیرہ میں اسی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔

(۳) امتِ مسلمہ کی اعتقادی حالت کا فساد بھی نبی کی آمد کا تقاضا کر رہا تھا۔ مسلمان اعتقادی طور پر یہود سے مشابہت پیدا کر چکے ہیں۔ یہود نے اگر ایلیا نبی کو آسمان پر قرار دیا تو مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر جا بٹھایا۔ اگر مسلمان کسی نبی کو آسمان پر بجسد عنصری نہ مانتے تو اس جہت سے یہود سے انکی مماثلت میں کمی رہ جاتی۔ حالانکہ حدیث ان کی مماثلت تامہ کا پتہ دے رہی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ توحید و رسالت۔ قیامت۔ وحی و الہام وغیرہ جملہ مسائل کے متعلق مسلمانوں میں خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں حتیٰ کہ ہر فرقہ اپنے آپ کو حق پر اور دوسرے کو باطل پر قرار دے رہا ہے۔ کل حزب بما لدیھم فرحون۔ اب ایسی شدید اعتقادی خرابی کا ازالہ بھی دراصل نبی ہی کا کام ہے۔ چنانچہ اسلام کے لئے جبر کا جواز اور انکی خونی مہدی کے لئے انتظار اور نسخ فی القرآن اور فتاوٰی تکفیر اپنے سوا سب کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے کر خود دائرۂ اسلام سے نکل جانا وغیرہ امور ہی کو دیکھا جائے تو نبی کی بعثت کے بغیر عقائد حقہ کی ترویج سخت دشوار مرحلہ ہے۔ اور پھر اس قسم کی اعتقادی خرابیاں صرف مسلمانوں کے اندر ہی نہیں بلکہ ان کا دائرہ دیگر جملہ مذاہب پر وسیع ہو چکا ہے۔ اور ان خرابیوں کی اصلاح کسی نبی کی بعثت کے بغیر ممکن نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہود کے فرقوں کے اختلافات کا فیصلہ حضرت مسیح علیہ السلام نے آکر کیا تھا۔ اور ان کی غلطیوں کو ان پر واضح کیا تھا انہوں نے آکر بتایا تھا کہ ایلیا یحییٰ علیہ السلام ہے اور آپ نے ذالاسیح مسیح اپنے آپ کو قرار دیا تھا اور بتایا تھا کہ ایلیا آسمان پر نہیں گیا۔ اور نہ وہ دوبارہ آئے گا بلکہ وہ فوت ہو چکا ہے۔ اور پیشگوئی دراصل ایلیا کے مثیل کے متعلق تھی۔ سو یحییٰ اس کے رنگ میں ان کا مثیل ہو کر اس پیشگوئی کو پورا کر چکا ہے۔ اسی طرح یہ ضروری تھا کہ اس امت میں سے بھی کوئی نبی کھڑا ہوتا اور اس زمانہ کے مثیل یہود اور دیگر اقوام کی اعتقادی غلطیاں اور خرابیوں کو واضح کر کے ترقی اسلام کی راہ میں جو روکاوٹیں تھیں ان کو دور کرتا پس مسلمانوں اور دیگر اقوام عالم کی اعتقادی خرابیوں کی اصلاح کا کام بھی ایک نبی کی ضرورت کا تقاضا کرتی ہے۔

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علماء سخت بگڑ جائیں گے۔ اور وہ اس کام کو سنبھالنا تو درکنار خود دوسروں کے لئے فتنہ کا باعث بن جائینگے ان کی نا اہلیت دوسروں کی گمراہی کا موجب ہو جائے گی۔ اور ان کا شر سب سے بڑھ جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر و ذراعا بذراع حتیٰ لو دخلوا جحر ضب تبعتموھم قیل یا رسول اللہ الیھود والنصاریٰ قال فمن (بخاری)

کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں کی حالت بالکل یہود کی طرح ہو جائے گی۔ اور ان میں اور مسلمانوں میں کسی جہت سے بھی کوئی فرق باقی نہ رہے گا۔ جس طرح ایک بالشت دوسری بالشت کے اور ایک جوتا دوسرے جوتے کے برابر ہوتا ہے۔ اسی طرح ان میں مماثلت تامہ پیدا ہو جائے گی۔ عملی لحاظ سے ان کی حالت ناگفتہ بہ ہو جائے گی۔ ان کے کاموں میں کوئی معقولیت نہ رہے گی۔ وہ سراسر غیر مہذب اور ناشائستہ ہو جائینگے وہ طرح طرح کے گندوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔ عیش و عشرت اور نفس پرستی بڑھ جائے گی۔ فرمایا۔ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدیٰ علماءھم شر من تحت ادیم السماء۔ انکی بداعمالی ان پر غالب آجائے گی۔ ان کے علماء ربانی علماء نہ ہوں گے بلکہ وہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ اس سے ظاہر ہے کہ علماء کے لئے سخت مقام خوف ہے یہ بھی فرمایا کہ اگر یہود میں سے کسی نے اپنی ماں کے ساتھ زنا کیا ہوگا۔ تو مسلمانوں میں سے بھی ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو اس میں بھی ان سے مشابہت پیدا کرلیں گے

یہ تو اس قوم کا حال ہے جس کے پاس قرآن کریم جیسی کتاب موجود ہے۔ تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ جو اس نعمت سے محروم ہیں۔ اس وقت ساری دنیا کی حالت مسلمانوں سے کہیں بدتر ہو چکی ہے۔ پھر بڑی خرابی کی اصلاح کے لئے نبی کی ضرورت نہ سمجھی جائے۔ اس سے بڑھ کر اور کونسی بات قابل تعجب ہو سکتی ہے۔ پس علماء امت کی بے راہ روی اور باقی دنیا کا شدید بگاڑ نبی کی ضرورت کا تقاضا کر رہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ علماء کرام اصلاح امت کے لئے کافی ہیں۔ ان کی موجودگی میں کسی نبی کی آمد خارج از بحث ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے۔ کہ کیا علماء کی عملی حالت تسلی بخش ہے؟ وہ تو خود قابل اصلاح ہیں۔ دوسروں کی اصلاح کرنے کی بجائے ان کو اور بھی گندوں میں مبتلا کرنے کا موجب ہو رہے ہیں۔ فتاوٰے کفر کے زور سے سب کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے دنیا میں اپنی رسوائی ظاہر کر چکے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں لفظ بلفظ ان پر صادق آرہی ہیں۔ چنانچہ علامہ راغب اصفہانی کے نزدیک بھی نبوت کی ضرورت صرف تکمیل شریعت نہیں۔ بلکہ اس کی اور بھی اغراض ہیں۔ جن کے لئے وہ آتا ہے۔ مثلاً انسان جو طرح طرح کے گندوں میں مبتلا رہ جاتے ہیں انہیں ان گندوں سے نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نبی آکر انہیں ان گندوں سے نکالتا اور انہیں پاک و صاف کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ نبی کے بغیر عالمگیر گند کس طرح دور ہو سکتے ہیں۔ پس اس کا ایک کام تزکیہ نفوس و دنیا کی تطہیر بھی ہے ملاحظہ ہو ان کی تحریر آپ فرماتے ہیں۔

"بنی نوع انسان کے دائرۂ حیات میں انبیاء کی مہم کا آنا انسانی زندگی کی لازمی ضرورتوں میں سے ایک ضرورت ہے۔ انسان کی بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ حقیقی اور دائمی منافع اور نقصانات سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور اپنے اصولی فوائد اور جزئی مفاسد کو نظرانداز کر دیتا ہے۔ قدرتاً یہ ضروری تھا کہ پیغمبروں کا ظہور ہو (۱) جو بنی نوع انسان کو اللہ کے احکام پڑھ کر سنائیں (۲) انسان کو پاک نفس بنائیں (۳) علم و فن کی طرف متوجہ کریں (۴) خداوندی قانون کی تعلیم دیں (۵) ربانی سیاست (۶) اور حکمت کے نکات سمجھائیں تاکہ انسان کے لئے اپنے بہترین مفاد اور معاش سے وابستہ رہنے اور اپنی اصلاح و فلاح کو سمجھنے کے مواقع پیدا ہو سکیں"

(علامہ راغب اصفہانی الذریعہ الیٰ مکارم الشریعۃ ب۹ و ص۹۸)

بنی اسرائیل کے ذکر سے اصل مقصود

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے سابق امیر منکرین خلافت سورۃ البقرہ رکوع پانچ کی آیت یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفوا بعھدی اوف بعھدکم وایای فارھبون۔ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

"قرآن شریف میں کسی انسان کا ذکر ہو یا کسی قوم کا سب مسلمانوں کی تعلیم کے لئے ہے قصہ کے طور پر نہیں بنی اسرائیل کا ذکر سب سے پہلے کیا ایک اس لئے کہ یہ قوم تمام نعمتوں کی وارث بھی ہوئی۔ انبیاء ان کو کمال روحانی پر پہنچانے کے لئے مبعوث ہوئے ظاہری کمال ان کو فتوحات کی صورت میں عطا فرمایا۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ نے دوسری جگہ اس نعمت کا کیا ہے۔ اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا (المائدہ ع۴ ۲۵) یعنی اعلیٰ سے اعلیٰ روحانی نعمتوں سے اور اعلیٰ سے اعلیٰ جسمانی نعمتوں سے متمتع فرمایا۔ پھر تمام نعمتوں کے بعد اپنی بد عملیوں سے غضب کے نیچے بھی آئے یہ سب کچھ مسلمانوں سے بھی ہوا گویا انہی کی تاریخ بنی اسرائیل کے قصہ میں بطور ایک پیشگوئی کے لکھی گئی ہے۔ اور یہ تفسیر زبان نبوی سے ہی سمجھی چاہیئے اس لئے کہ متفق علیہ حدیث میں ہے۔ آپ نے فرمایا لتتبعن سنن من قبلکم تم بھی پہلوں کے طریق پر قدم بقدم چلو گے۔ اور جب دریافت کیا گیا الیھود والنصاریٰ یا رسول اللہ تو فرمایا ہاں اور کون تو گویا اس آیت میں مسلمانوں کو وہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور جسمانی نعمتیں یاد دلائی جاتی ہیں۔ جو ان کو دی گئی تھیں اور جن دونوں سے وہ آج محروم ہیں"

(بیان القرآن جلد اول ص۵۴)

اب سوال یہ ہے کہ جب اس حالت میں بنی اسرائیل میں نبی آئے۔ تو امت محمدیہ کے یہود و نصاریٰ بن جانے کی حالت میں کیوں نبی نہیں آسکتا۔ یہی تو ضرورت نبوت ہے۔ چنانچہ حدیث مسلم نے آنیوالے مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا ہے۔ اسی طرح اوفوا بعھدی اوف بعھدکم میں اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کے عہدوں کو پورا کرو گے تو تم پھر

ان دونوں قسم کے انعامات سے حصہ ملے گا اور ... نبوت بھی ملے گی اور حکومت بھی۔ اسی طرح وہ بیان القرآن جلد اول صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں:۔

"بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک بھی حکم قرآن شریف کا نہیں جس پر عمل ہو الا ماشاء اللہ معدودے چند۔ استنجا میں کوئی نہ جاہو تو الگ بات ہے۔ پس آج مسلمانوں کا شمار عملاً اسی دوسرے حصہ میں ہے۔ جو فرمایا ومن یکفر بہ فاولئک ہم الخاسرون۔ کیونکہ جب حق عمل ادا نہیں کرتے تو اولئک یومنون بہ میں بھی داخل نہیں ہو سکتے۔"

جب مولانا صاحب کو یہ مسلّم ہے۔ کہ مسلمانوں کی حالت اس حد تک گر چکی ہے۔ تو انہیں نبی کی ضرورت بھی ظاہر ہے۔ بیماری کا اقرار اور معالج سے انکار بڑی حیرت کی بات ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خاں صاحب کے نزدیک یہ اُمت مثیل یہود ہو چکی ہے۔ لہذا کسی نبی برحق کے بغیر اس کی اصلاح ناممکن ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ:۔

"قرآن پاک میں اہل علم سے بات کا عہد لیا گیا ہے کہ تم احکام قرآن کو بیان کیا کرو۔ سو جس طرح بنی اسرائیل اپنے قول و قرار سے بابت اخذ و عہد توریت کے پھر گئے اسی طرح ایک مدت سے ان کا طریقہ اس امت نے بھی اختیار کر لیا ہے یہ معجزہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ جیسا کہ فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ یعنی ارشاد کیا تھا کہ تم اگلی اُمتوں کی چال پر چلو گے بالشت بالشت ذراع بذراع سو اصل تقلید طریقہ یہود کا ہے۔ اس امت آخری میں تقلید ایسی آگھُسی ہے کہ زمانہ مہدی و عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے دور ہونا اس کا محال نظر آتا ہے۔ جب سے یہ تقلید رائے و قیاس عوام اس امت اسلامیہ نے پسند کر لی ہے تیرے میرے کہنے سننے پر قناعت کر کے بیٹھ رہے ہیں۔ قرآن کا پڑھنا حدیث کا سمجھنا کتاب پر چلنا سنت پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔ تب ہی سے اسلام غریب ہو گیا ہے مسلمانوں پر ادبار آ گیا۔ یہود کی طرح ذلیل و محتاج ہو گئے ... انا للہ۔ اب انکی یہی حالت ہو گئی ہے۔ کہ جب تک مثل بہانہ طینی اسرائیل کے کسی امام مہدی ہادی یا نبی برحق کا کوڑا ان کو نہ لگے گا تب تک یہ بھی اپنے عہد پر نہ چلیں گے سیرت مہدی علیہ السلام میں آیا ہے۔ کہ وہ سنت کو زندہ بدعت کو مردہ کریں گے۔ تقلید کو اٹھا دینگے کتاب و سنت پر سب کو چلائینگے پس جب کبھی ان مقلدین و مبتدعین کے سر پر انکی تلوار چمکے گی تب انہیں یہ بھی مثل یہود ... کے توبہ کریں گے راہ راست پر آ جائیں گے اِنکا تو مثل بنی اسرائیل کے اپنے جہل و حمق۔ ضد و عناد پر جمے ہوئے ہیں۔ اہل حق کا رد کرنے میں ابطال حق احقاق باطل پر مستعد ہیں۔ مگر یہ ظالم بہت جلد معلوم کرینگے کہ کونسا پلٹنے والا پلٹتا ہے یہ لوگ یا اہل حق۔"

(ترجمان القرآن صفحہ ۱۰ تفسیر سورہ بقرہ۔ مصنفہ نواب صدیق حسن خاں صاحب)

نواب صدیق حسن خاں کے اس بیان سے اُن لوگوں کا وسوسہ بھی دور ہو جاتا ہے۔ جو انہیں چودھویں صدی کا مجدد قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ خود اس امر کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ یہ اُمت مثل یہود ہو چکی ہے اس کی اصلاح نبی کی بعثت کے بغیر ناممکن و محال ہے۔

(۵) پھر اس صورت میں بھی نبی کی اشد ضرورت ہے کہ اگر دنیا میں موجودہ کتاب الٰہی کے متعلق اس کے ماننے والوں میں اختلاف پیدا ہو چکا ہو تو اسے دور کرے اور اُن کو اس کے متعلق صحیح علم دے اور فیصلہ کرے جیسا کہ توریت کے بعد اختلاف پیدا ہو گیا تھا تو نبی آ کر اس اختلاف کو دور کرتے رہے اور اس کے متعلق صحیح علم دیتے رہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ ویحکم بہ النبیون اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے متعلق بھی فرمایا ہے کہ مذاہب میں اختلاف پیدا ہو چکا تھا اس اختلاف کو دور کرنے کے لئے ہم نے اپنے اس رسول کو مبعوث کیا ہے ۔۔۔۔ فیما کانوا فیہ یختلفون۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ حدیث میں آخری زمانہ میں آنے والے کو صاف لفظوں میں حکَم و عدل کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم حکما عدلاً کہ مسلمانوں کی حالت اس وقت نہایت ہی نازک ہو گی اسلئے انہیں ایک مصلح ربانی کی ضرورت ہو گی۔ اور اس ضرورت کو پورا کرنے اور ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو بھیجے گا۔ جو ان کے جملہ اختلافات کا فیصلہ کریگا علاوہ ازیں نبی کے کاموں کے متعلق فرمایا:۔

و یعلمہم الکتاب کہ وہ انہیں کتاب کا علم دیتا ہے۔ ادھر احادیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہٗ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ۔ کہ اس امت میں اسلام اور قرآن کریم کا صرف نام و رسم ہی باقی رہ جائے گی۔ اس کی روح و مغز اڑ جائے گا۔ اسکی حقیقت اور دقیق مطالب سے مسلمان بے خبر ہو جائینگے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے لو کان القرآن معلقا بالثریا لنالہٗ رجل او رجال من ابناء فارس۔ جب یہ حالت ہو جائے گی تو مسیح موعود نبی اللہ آ کر اسے دوبارہ قائم کریگا۔ وہ ان کو اس سے از سر نو باخبر کرے گا وہ ان کو اس کا علم دے گا۔ غلط تفاسیر کی تردید کرے گا اور خدا تعالیٰ سے علم پا کر ان کو اسکے صحیح مطالب و معانی سے اطلاع دے گا وہ انہیں اس کے مغز سے واقف کرے گا جس طرح بنی اسرائیل کے انبیاء تورات کی تجدید اور تفسیر کرتے رہے۔ اسی طرح قرآن کریم کو نئے سرے سے لانے اور تفسیر کرتے رہے اسی طرح قرآن کریم کو نئے سرے سے لانے اور اس کی تجدید کرنے کے لئے نبی کی ضرورت ہو گی۔

چنانچہ قرآن کریم بھی اس امر کی تصدیق فرماتا ہے فرمایا:۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون

کہ لفظی حفاظت کے علاوہ اس کی معنوی حفاظت کا بھی ہم ہی ذمہ لیتے ہیں۔ اسی مضمون کو من یجدد لھا دینھا والی حدیث واضح کر رہی ہے۔ تجدید کرنے والا عام مجدد بھی ہے اور نبی بھی۔ گویا حالات کے مطابق تجدید کرنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پس جس قسم کی ضرورت پیش آئے گی اسی قسم کا مجدد بھی آ جائے گا۔ معمولی ضرورت کے لئے معمولی مجدد اور اہم ضرورت کے لئے نبی و رسول اور یہ امر ظاہر ہے کہ اہم ضروریات کو جس رنگ میں ایک نبی آ کر پورا کر سکتا ہے کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ پس بہ فیصلہ حالات اور ضروریات کے مطابق خود خدا تعالیٰ فرمائے گا۔ اور اپنا نبی بھیج دے گا جو پیش آمدہ ضروریات کو پورا کرے گا۔ اور کتاب کے مطالب سے انہیں آگاہ کرے گا مثلاً مسلمانوں کو اسباب کا علم نہ تھا کہ قرآن کریم میں یہ لکھا ہوا موجود ہے۔ کہ آئندہ نبی آ سکتا ہے۔ اور آئے گا۔ مسیح موعودؑ نے آ کر ان پر اس امر کو واضح کر دیا اور اس راز کو ان پر کھول دیا

(۶) قومی تفرقہ و انتشار بھی نبی کی آمد کا ایک باعث ہے۔ جب قوم میں تفرقہ انتشار کو پہنچ جاتا ہے اور اس کا شیرازہ پراگندہ ہو جاتا ہے۔ تو اس کی حالت اسباب کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی نبی مبعوث ہو جو اسے دور کر کے قوم کو پھر سے متحد کرے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ مسلمانوں میں انتہائی طور پر پھوٹ پڑ جائے گی تفرقہ و انتشار انتہا کو پہنچ جائے گا مسلمان فتنوں کا شکار ہو جائیں گے۔ فرمایا لیاتین علی امتی ما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا واحدۃ۔ کہ میری اُمت کے لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح بہتر فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ ان میں سے سوائے ایک کے باقی سب جہنمی ہوں گے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس وقت انتشار اور تفرقہ کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہو رہی ہے ہر گروہ نے دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگا کر اسے دائرہ اسلام سے خارج قرار دے رکھا ہوا ہے۔ اسی طرح علماء کے متعلق آپؐ نے فرمایا۔ من عندہم تخرج الفتنۃ وفیہم تعود۔ کہ فتنے ان میں سے پیدا ہوں گے۔ اور انہی میں لوٹ جائیں گے یعنی وہ بجائے اس کے کہ فتنے دور کرنے کی بجائے انہیں ہوا دینگے اور خود ہی فتنہ انگیزی کا باعث ہوں گے وہ اسلامی شیرازہ کو بکھیر کر قوم کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کی طاقت کو کمزور کرنے کا موجب ہوں گے۔ پس جب ان کا کام قوم میں فتنے پیدا کرنا ہے۔ تو وہ اس بکھرے ہوئے شیرازہ کو مجتمع نہیں کر سکتے۔ پس مسلمانوں میں اس تفرقہ اور فرقہ پرستی اور فتنہ انگیزی کی روح کو دور کر کے ان میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے نیز تمام اقوام عالم اور مشرق و مغرب کو متحد کر کے انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے اور ان میں باہمی اخوت و محبت کی روح پیدا کر کے ان کو بھائی بھائی بنانے کے لئے نبی کی اشد ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس ضرورت کا ذکر کر کے فرماتا ہے کہ آپ نے آ کر پراگندہ طبع عربوں کے اندر انتشار دور کر کے ان کے دلوں کو جوڑ دیا۔ الف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ آپ نے ان کے اندر یکجہتی مواخاۃ اور بھائی چارہ قائم کر کے تعصب۔ کینہ۔ بغض و عداوت اور ... عناد کی روح کو کچل کر رکھ دیا۔

پس اب بھی یہ کام آپ کے ایک مثیل کا تقاضا کرتا تھا۔ جس کی بعثت آپ ہی کی بعثت ہو سکتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کی بعثت سوائے نبی کے اور کس کی ہو سکتی ہے نبی ہی یہ کام سرانجام دے سکتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے متبعین جماعت ہوں گے۔ عام معنوں میں سارے ہی فرقے جماعت ہیں۔ مگر اس طرح انہیں کوئی (باقی)

فرقہ مودودیہ کی سرگذشت

از مکرم مولوی سمیع اللہ انچارج احمدیہ مسلم مشن۔ بمبئی

اس مضمون کا اصل ماخذ تو رسالہ الفرقان بریلی یوپی بابت اپریل و مئی ۱۹۵۸ء ہے۔ مگر اسکی ترتیب میں مندرجہ ذیل کتب سے بھی مدد لی گئی ہے۔

مودودی صاحب کی تصانیف تفہیم القرآن۔ الجہاد فی القرآن۔ قتل مرتد۔ حقیقت جہاد۔ اشارات۔ سیاسی کشمکش۔ روداد جماعت اسلامی حصہ سوم۔ اس کے علاوہ ایک دینی تحریک کا تعارف از مولینا منظور احمد صاحب نعمانی اور تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ۔

ہر تحریک نشیب و فراز اور مد و جزر کے مختلف دوروں سے گذرا کرتی ہے۔ مگر جماعت مودودی سولہ سالہ مدت عمر میں جن اندرونی حوادث سے دوچار ہوئی اور بلندی و پستی کے جن منازل سے گذری۔ وہ تاریخ کی دلچسپ داستان ہے۔

ذیل میں ہم الفرقان بریلی کے اپریل و مئی ۱۹۵۸ء والے شمارے اور مذکورہ بالا کتب کی مدد سے جماعت مودودی کی سرگذشت پیش کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوگا کہ فرقہ مودودیہ کا خمیر کیسے مادوں سے تیار کیا گیا ہے۔ اور کن افکار و خیالات سے اسکی سرشت کی تعمیر ہوئی ہے۔

مولینا منظور احمد نعمانی "الفرقان" بریلی۔ یو۔پی کا ایک دینی و علمی ماہنامہ ہے۔ اس کے مدیر میرے استاد بھائی مولینا منظور احمد صاحب نعمانی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مولینا مودودی صاحب نے جب حیدرآباد سے اپنے رسالہ "ترجمان القرآن" کے ذریعہ لوگوں کو ایک اسلامی ادارہ قائم کرنے کی دعوت دی تو سب سے پہلے جنہوں نے اس آواز پر لبیک کہی وہ یہی منظور احمد صاحب نعمانی ہیں۔

اس کے بعد جب لاہور میں "جماعت اسلامی" کی بنیاد ڈالی گئی۔ تو اس وقت بھی یہ "ثانی اثنین" تھا۔ یعنی مودودی صاحب کا سب سے بڑا رفیق کار اور تشکیل جماعت میں ان کا سب سے بڑا ممد و معاون۔ مولینا امین احسن صاحب اصلاحی۔ مولانا مسعود عالم ندوی مولانا ابوالحسن ندوی وغیرہ بعد میں آئے۔ اور ان میں سے اکثر کے آنے کا سبب بھی یہی تھے۔ اصلاحی صاحب جب "جماعت اسلامی" کے رکن بن گئے۔ تو ان سے نعمانی صاحب نے پوچھا کہ کیا آپ کو مودودی صاحب اور اُن کی تحریک کی طرف سے اطمینان ہوگیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں مودودی صاحب کو کیا جانوں۔ میں تو آپ کو جانتا ہوں۔ اگر اس کے متعلق خدا کے ہاں سوال کیا گیا تو میں آپ کو پیش کر دوں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہار اور یو۔پی کے مشرقی اضلاع میں جماعت اسلامی کو جو قبولیت حاصل ہوئی اس میں نعمانی صاحب کی شمولیت کا بڑا دخل تھا۔ اور یہ تو میں بھی ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ نعمانی صاحب اپنے حلقہ میں بڑے ثقہ اہل فہم اور ذی اثر مانے جاتے تھے۔

مودودی صاحب کی قبولیت کی وجہ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۴۷ء تک کا زمانہ ہندوستانی مسلمانوں کے لئے نظریاتی جدوجہد۔ راہ عمل کی تعیین اور تنازع للبقا کا زمانہ تھا۔ ۱۹۳۵ء میں جب گورنر جنرل نے انڈیا ایکٹ نافذ کیا۔ اور ہندوستانیوں کو اسمبلی میں اپنے نمائندے بھیجنے اور قلمدان وزارت سنبھالنے کا حق دیا گیا۔ تو ۱۹۳۶ء کے جنرل الیکشن میں کانگرس نے حصہ لیا۔ اور حیرت انگیز کامیابی حاصل کی۔ یعنی ہندوستان کے سات صوبوں میں بلا شرکت غیرے وزارت قائم کرلی۔ کانگریس کی یہ کامیابی حریت پسندوں کی کامیابی سمجھی گئی۔ اور یہ بات واضح ہوگئی۔ کہ اب آزادی کی منزل دور نہیں۔ اس وقت اسلامیانِ ہند کے سامنے آزادی کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کے مستقبل کا سوال آیا۔ اور یہ مختلف "مکاتب فکر" کے زعماء اپنے اپنے خیالات کی اشاعت کرنے لگے۔ اس سے کچھ ہی دن پہلے یعنی ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد کی صدارتی تقریر میں ڈاکٹر اقبال نے مسلم لیگ کا نظریہ پیش کیا تھا۔ اس الیکشن کے بعد جب ۱۹۴۰ء میں مسٹر جناح کے زیر صدارت مسلم لیگ کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا تو اس میں مسلم لیگ کے اسٹیج پر باقاعدہ پاکستان کی تجویز منظور کرلی گئی۔ یہ اصل میں کانگرس کی کامیابی کا ردعمل تھا۔

دوسرے مکتبۂ خیال کے علماء وہ تھے جو کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل ضروری قرار دیتے تھے۔ اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کانگریس کے ساتھ تعاون و اتحاد میں دیکھتے تھے۔ اس تحریک کی باگ ڈور "جمعیتہ العلماء ہند" کے ہاتھ تھی۔

اس وقت ان دونوں کے علاوہ ہندوستانی مسلمانوں میں ایک اور مکتبۂ خیال کے لوگ بھی تھے۔ وہ کانگریس اور مسلم لیگ دونوں سے الگ رہ کر ایک مستقل اسلامی تحریک چلانا چاہتے تھے مودودی صاحب اسی "مکتبۂ خیال" کے آدمی تھے۔ انہوں نے اپنے اسی نقطۂ نگاہ کی وضاحت و اشاعت کے لئے "ترجمان القرآن" میں ایک سلسلۂ مضامین شروع کیا۔ یہ مضامین اس فضا میں جہاں ہر کھرے کھوٹے کے گاہک موجود تھے۔ بہت پسند کئے گئے۔ یہی مودودی صاحب کی شہرت کا آغاز ہے۔ یہی دور ہے کہ نعمانی صاحب اور مودودی صاحب کے افکار و خیالات میں یگانگت و ہم آہنگی آئی۔ پھر ان دونوں کے درمیان نظری اعتبار سے اتنی قربت ہوئی۔ کہ دونوں نے ان نظریوں کو ایک تحریک کی شکل دینی چاہی۔ اور اس کے لئے زمین ہموار کی جانے لگی۔

ابھی تک مودودی صاحب حیدرآباد میں تھے۔ اور وہیں سے ان کا ترجمان القرآن بھی نکل رہا تھا۔ لیکن اس تحریک کے لئے برطانوی ہند کا ماحول سازگار سمجھا گیا۔ اس لئے انہوں نے برطانوی ہند میں منتقل ہونے کا ارادہ کیا۔ اور نعمانی صاحب کو ملاقات کے لئے دہلی بلایا۔

مودودی صاحب کا عملی نمونہ نعمانی صاحب کہتے ہیں کہ میں نے یہ سنا تھا کہ مودودی صاحب کے قول و فعل میں بڑا اختلاف ہے۔ وہ تحریک اسلامی کے جیسے پرزور داعی ہیں۔ ان کا عملی نمونہ اس کے مطابق نہیں ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ واقعی جب میں پہلی بار ان سے دہلی میں ملا تو طبیعت کو ایک دھکا سا لگا۔ لیکن اس امید میں کہ شاید وہ آئندہ اپنی اصلاح کرلیں۔ ان کی ذہنی صلاحیتوں سے استفادہ اور ان کی تحریک سے اشتراک عمل جائز سمجھا۔ اور دونوں نے آئندہ تشکیل جماعت کے متعلق مفصل گفتگو کی۔

دار الاسلام اس کے بعد مودودی صاحب حیدرآباد سے منتقل ہوکر پٹھانکوٹ آگئے۔ یہاں چوہدری نیاز علی صاحب نے اسی نیت سے ایک بستی بسائی تھی۔ کہ دینداروں کی کوئی جماعت اس جگہ بیٹھ کر اسلام کی خدمت کرے گی۔ اس بستی کا نام "دار السلام" رکھا گیا تھا۔ مودودی صاحب نے یہاں آکر ڈیرہ لگایا۔ اور "ترجمان القرآن" بھی یہیں سے نکالنے لگے۔ جب مودودی صاحب کی تحریر سے بھارت کا ایک طبقہ متاثر ہوگیا تو انہوں نے اپنے ہم خیالوں کو جمالپور "دار السلام" آنے کی دعوت دی۔ نعمانی صاحب یہ دعوت پاکے جمالپور آئے۔ لیکن یہاں آکر انہیں پھر وہی دھکا لگا۔ یعنی دو تین دن کے قیام میں دیکھا کہ مودودی صاحب کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ بلکہ انہوں نے اپنے کو بدلنے کا ارادہ ہی نہیں کیا۔

میں اس جگہ ایک غلط فہمی کا ازالہ کر دوں بعض لوگ کہتے ہیں کہ نعمانی صاحب کو محض مودودی صاحب کی چھوٹی داڑھی اور انگریزی طرز کے بالوں پر اعتراض تھا۔ مگر یہ غلط ہے۔ یہ درست ہے۔ کہ انہیں مودودی صاحب کی داڑھی اور سر کے بال پر بھی اعتراض تھا۔ لیکن اصل شکایت ان کو مودودی صاحب کے اس عملی نمونے سے تھی جس کا انکشاف دو تین دن ساتھ رہنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔

مودودی صاحب سے نعمانی صاحب کی شکایت مودودی صاحب کی دعوت پر نعمانی صاحب کے علاوہ اور کچھ لوگ بھی دار الاسلام آئے تھے دوسرے دن جب سبھی جماعت کی تاسیس کیلئے بیٹھے تو نعمانی صاحب تنہائی میں مودودی صاحب سے ملے اور کہا کہ میں آیا تو تھا تشکیل جماعت کے لئے لیکن یہاں آکر کچھ موانع پیدا ہوگئے ہیں۔ اور جب تک وہ دور نہ ہو جائیں میں نہ اقامت جماعت میں حصہ لے سکتا ہوں نہ اس کا رکن بن سکتا ہوں۔ نعمانی صاحب کا اشارہ مودودی صاحب کی بے عملی اور مداہنت کی طرف تھا۔ مودودی صاحب سمجھ گئے اور اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ نعمانی صاحب! آپ کو معلوم نہیں کہ میں کس دنیا کا آدمی تھا اور کس دنیا میں آیا ہوں۔ میں انشاء اللہ آہستہ آہستہ اپنا عمل اپنی دعوت کے مطابق بنانے کی کوشش کروں گا۔ لیکن اس جواب سے نعمانی صاحب کی تسلی نہیں ہوئی۔

اسی ماحول میں جماعت بن گئی۔ اور نعمانی صاحب

ہم۔ امتیاز پیدا نہیں ہوتا۔ حالانکہ آپ کے جواب سے اس مخصوص فرقہ اور جماعت کی تخصیص و تعیین ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے مسجد میں لوگ متفرق طور پر نماز پڑھ رہے ہوں تو گو وہ سارے ایک گروہ تو ہوتے ہیں مگر کوئی ان کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ جماعت ہے۔ جماعت تو اسے اسی وقت کہا جاتا ہے جبکہ وہ سارے ایک واجب الاطاعت امام الصلوٰۃ کی اقتداء میں اس کے ہر ایک اشارہ پر حرکت کر رہے ہوں۔ اسی طرح مسلمانوں کے پراگندہ طبع گروہ جماعت نہیں کہلا سکتے صرف وہی فرقہ جماعت کہلا سکتا ہے جو ایک واجب الاطاعت امام الزمان کے ہاتھ پر جمع ہو کر اسکے ہر اشارہ پر لبیک کہتا ہو۔

پس مسلمانوں کو متحد کرنے اور انہیں جماعت کی لڑی میں پرو دینے اور ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کے لئے ایک نبی کی ضرورت اظہر من الشمس ہے۔ ورنہ نبی کے بغیر یہ بیل کبھی منڈھے نہیں چڑھ سکتی۔ چنانچہ دیکھ لو اس وقت بڑے بڑے علماء سر ٹیک کر رہ گئے ہیں۔ انکی انتہائی کوشش انکو اس کام سے اور بھی دور لے جانے کا باعث بن گئی ہے۔ حتی کہ وہ ناامید ہوگئے اور اسی ناامیدی کی حالت میں دنیا سے کوچ کر گئے۔ دراصل یہ کام انکے بس کا روگ نہیں تھا اسلئے حقیقی دید اور معالج کی ضرورت تھی۔ پس اس دید کے بغیر جس قدر بھی علاج کیا جائیگا اسی قدر وہ مرض بڑھانے کا باعث ہوگا۔ اصل ڈاکٹر ہی اس کا نسخہ تجویز کرکے اسے صحت کیطرف لا سکتا ہے ورنہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی والی مثال صادق آتی رہیگی۔

(باقی)

خاموشی سے تماشہ دیکھتے رہے۔ انہوں نے جماعت کی رکنیت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے "الفرقان" میں اس کی وجہ یہ بتائی کہ جو جماعت اپنے بلند بانگ دعادی کے ساتھ کھڑی ہوئی ہے۔ اگر اس کے داعی کی زندگی خود اپنی دعوت کے مطابق نہ ہوگی۔ تو وہ جماعت چل نہیں سکتی۔ اگر تقریر و تحریر کے بل بوتے پر چلائی بھی گئی تو دیر پا نہیں ہو سکتی

ادارۂ دار الاسلام

یہ ادارہ جو پٹھانکوٹ میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کا نام "ادارۂ دار الاسلام" رکھا گیا۔ ابھی اس کو "جماعت اسلامی" کا خطاب نہیں دیا گیا تھا۔ مودودی صاحب اس کے صدر بنے یا امیر اور چار حضرات رکن۔

نعمانی صاحب کا بیان ہے کہ کچھ دنوں . . . . کے بعد چوہدری نیاز علی صاحب کو مودودی صاحب سے وہی شکایت ہوئی۔ جو مجھے ہوئی تھی اور انہوں نے بھی محسوس کیا کہ مودودی صاحب کا عملی نمونہ ان کی دعوت کے مطابق نہیں ہے۔ اس لئے انہیں مودودی صاحب کا دار الاسلام میں رہنا ناگوار گذرا۔ کہتے ہیں کہ اسی اثناء میں ڈاکٹر سر محمد اقبال نے مودودی صاحب کو لاہور آنے کی دعوت دی۔ اور وہ دار الاسلام چھوڑ کر لاہور چلے گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے اسلامیہ کالج لاہور میں لیکچر دیا۔ پروفیسر کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی۔ اب "ترجمان القرآن" بھی لاہور سے نکلنے لگا۔ مگر کچھ دنوں کے بعد ادارۂ دار الاسلام کا ذکر آنا بند ہو گیا۔

نعمانی صاحب لکھتے ہیں کہ میرا حال اس عرصہ میں یہ رہا کہ دار الاسلام میں مودودی صاحب کی بے عملی کا نمونہ دیکھا تھا۔ اس کا اثر طبیعت پر باقی تھا۔ اور میں یہ سمجھتا تھا کہ ایک دینی تحریک کی مقدس مہم چلانے کے لئے جو صفات اور جو زندگی چاہئے۔ مودودی صاحب اس سے بہت دور ہیں۔ اور بظاہر وہ صفات اور زندگی حاصل کرنے کا ان میں کوئی داعیہ بھی نہیں ہے۔

لیکن وہ زمانہ قوم و ملت کے لئے ایسا نازک اور پُر خطر تھا کہ اسلامی سفینہ کی ناخدائی کے لئے ایک اسلامی جماعت کا قیام ضروری تھا۔ اور جوں جوں وقت گذرتا گیا۔ اس ضرورت کا احساس شدید ہوتا گیا۔ جب ۳۹ء کی جنگ چھڑ گئی تو یہ تقاضا اور بڑھ گیا۔ اور نعمانی صاحب کو ایک اسلامی جماعت کا قیام ضروری نظر آنے لگا۔ اُدھر مودودی صاحب نے بھی ترجمان القرآن میں "ہندوستانی تحریکات" اور مسلمانوں کے نصب العین کے متعلق مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ جو آجکل "سیاسی کشمکش" کے نام سے کتابی صورت میں موجود ہے۔ ان مضامین نے نعمانی صاحب کے دینی احساس کو اور تیز کر دیا۔ لے دے کے ان کی نظر پھر مودودی صاحب پر پڑی۔ اور یہ پھر اسی "شکستہ چھت" کے نیچے پناہ لینے دوڑے۔

اس اثناء میں مودودی صاحب بھی کسی نامعلوم وجہ کی بناء پر کالج سے الگ ہو گئے۔ اور پھر ایک "اسلامی ادارہ" قائم کرنے کی تحریک کرنے لگے۔

جماعت اسلامی کا قیام

انہیں دنوں نعمانی صاحب بھی لاہور آئے۔ غالباً یہ بھی اقامت جماعت کے امکان ہی کا جائزہ لینے آئے تھے۔ وہاں مودودی صاحب کے افکار و خیالات سے جو لوگ متاثر تھے ان سے ملے۔ ان لوگوں نے مودودی صاحب کی طرف سے ان کا خیال ہموار کرنا چاہا۔ اور شہادت دی کہ اب ان میں کافی تبدیلی آگئی ہے۔ دوستوں کی یہ سفارش کام آگئی۔ اور نعمانی صاحب میں پھر "حسن ظن" کا جذبہ اُبھر آیا۔ مگر تھے زخم خوردہ اس لئے تشکیل جماعت سے پہلے مودودی صاحب سے ملے اور چند سوالات کئے۔

۱۔ احکام شریعت کے متعلق آپ کا طرز عمل کیا ہے؟ آپ ان کی پابندی ضروری سمجھتے ہیں یا نہیں؟

۲۔ ائمہ اربعہ کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

۳۔ آپ کی زندگی میں مجاہدہ و جفاکشی کی بجائے عیش و آرام پسندی کیوں ہے؟

ان کے علاوہ ایک سوال داڑھی اور سر کے بالوں کے متعلق بھی تھا۔

مودودی صاحب نے ان سوالوں کا جو جواب دیا وہ اگرچہ غیر تسلی بخش تھا مگر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت نعمانی صاحب پر "حق دوستی" غالب آگیا۔ اور انہوں نے ان کے ساتھ اشتراک عمل کا وعدہ کر لیا۔ ان کی آمادگی اور وعدۂ اشتراک عمل کے بعد ہی مودودی صاحب نے پھر تشکیل جماعت کا ارادہ کیا۔ اور غالباً نعمانی صاحب کے مشورہ سے ہی تاریخ تشکیل کا اعلان کر دیا گیا۔

تاریخ مقررہ پر ہم خیال حضرات کی اچھی خاصی تعداد جمع ہو گئی۔ اور ترجمان القرآن کے دفتر واقع مبارک پورہ لاہور میں "جماعت اسلامی" کی تشکیل عمل میں آئی "روداد جماعت اسلامی" سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تمام حضرات نے کلمۂ شہادت پڑھ پڑھ کے اپنے مسلم ہونے کا اعلان کیا۔ پھر مودودی صاحب کو امیر جماعت منتخب کیا گیا۔ مودودی صاحب نے "انتخاب امارت" کے بعد جو پہلی تقریر کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے نعمانی صاحب کو تیسرا دھکا لگا ہوگا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ مودودی صاحب نے عہدۂ امارت پر فائز ہوتے ہی جو پہلا کام کیا وہ یہ کہ نعمانی صاحب کا پتہ کاٹ دیا۔ یعنی یہ اعلان کیا کہ

"میں فقہی مسائل اور اجتہاد میں آزاد ہوں۔ نہ میرا اجتہاد کسی کے لئے واجب الاطاعت ہے نہ کسی کا میرے لئے"

حالانکہ ابھی جو نعمانی صاحب نے مودودی صاحب سے "آئمہ اربعہ" کے متعلق سوال کیا تھا۔ اس کا جواب مودودی صاحب نے یہ دیا تھا کہ جس مسئلہ پر آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے میں اس سے خروج جائز نہیں سمجھتا۔ مگر "عہدہ امارت" پر آتے ہی اعلان کر دیا کہ میرے لئے اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے۔ آئمہ اربعہ کی تحقیق میرے لئے حجت نہیں۔

مودودی صاحب کی مصلحت بینی

آخر ایسا کیوں ہوا۔ تو اس کی وجہ یہ تھی کہ "تشکیل جماعت" کے وقت مودودی صاحب ایسے چند علماء کی تائید و تعاون کے محتاج تھے۔ جن کے علم و تقویٰ پر اعتماد کیا جاتا ہو۔ مودودی صاحب کو کون جانتا تھا؟ ان کے تقویٰ و خدا ترسی کی کون شہادت دے سکتا تھا؟ وہ تو دوسری دنیا کے باشندہ تھے۔

چنانچہ جب تشکیل جماعت کے بعد مولینا عبد الماجد صاحب دریابادی وغیرہ نے مودودی صاحب اور ان کی "جماعت اسلامی" پر اعتراض کیا تو انہوں نے جواب میں انہیں علماء کے وجود کو پیش کیا اور کہا کہ اگر مجھ میں کوئی کجی ہوتی تو فلاں فلاں جیسے اللہ کے نیک بندے میرے ساتھ تعاون و اشتراک عمل کے لئے کیوں تیار ہوتے۔

یہ بات تو اپنی جگہ پر تھی۔ مگر مودودی صاحب بڑے دور اندیش تھے۔ اور جماعت میں ایسے آدمی کا وجود اپنے مستقبل کے لئے خطرناک سمجھتے تھے جو علم و فضل میں ان کا ہمسر اور تقویٰ و خدا ترسی میں ان سے برتر ہو۔ اور اس وقت "جماعت اسلامی" میں نعمانی صاحب کی یہی پوزیشن تھی۔ اسلئے مودودی صاحب نے پہلے ہی دن یہ کانٹا راستے سے ہٹانا چاہا۔ اور بڑی خوبی سے ہٹایا۔

مگر نعمانی صاحب پر ایک عرصہ دراز تک حسن ظن کا غلبہ رہا۔ اور مودودی صاحب سے ایک دینی انقلاب کی توقع باندھے رہے۔ غالباً یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے قیام "جماعت اسلامی" کے بعد اپنے رسالہ "الفرقان" میں ایک مبسوط مضمون "ایک دینی تحریک" کا تعارف شائع کیا۔ اور مودودی صاحب کی عملی زندگی کی کوتاہیاں دیکھنے کے باوجود اس تحریک کی بڑی شد و مد سے تائید کی۔

نعمانی صاحب کی امارت

نعمانی صاحب اس اجلاس میں حلقہ لکھنؤ، بریلی کے امیر بنائے گئے تھے۔

انہوں نے یہاں آکر دعوت و تبلیغ کا کام تیز تر کر دیا۔ مودودی صاحب "ترجمان القرآن" میں جو لکھتے۔ یہ اس کی "صدائے بازگشت" بنکر شمالی ہند کے مشرقی اضلاع میں گونجتے۔ انہوں نے اسی غرض سے لکھنؤ کا سفر کیا اور ایک رفیق کے مکان پر ایک اجتماع کر کے اس دعوت کی اہمیت بیان کی۔ مولانا علی میاں اور چند دوستوں نے اسی اجتماع میں "کلمۂ شہادت" پڑھ کے جماعت کی رکنیت قبول کر لی۔ اس طرح نعمانی صاحب کے جوش تبلیغ اور اخلاص سے "جماعت اسلامی" مقبول ہونے لگی۔

جماعت اسلامی کا نصب العین

اب اس جگہ یہ بھی معلوم کر لینا چاہیئے کہ آخر "جماعت اسلامی" کا کیا پروگرام تھا۔ جس کے لئے علماء اس طرح جد و جہد کر رہے تھے؟ تو اس کا نصب العین یہ تھا۔

۱۔ حکومت الٰہیہ کا قیام یا اقامتِ دین کی جد و جہد۔

۲۔ فاسقوں اور فاجروں کے ہاتھ سے زمام اقتدار چھین لینا۔

ان میں کوئی مطالبہ ایسا نہیں جو بیچارے "عاق" کئے ہوئے مسلمانوں خصوصاً علماء کے لئے موجب کشش نہ ہو۔ حکومت کا خمار۔ اقتدار کا نشہ اور وہ بھی اسلام کے نام پر، بھلا اس سے زیادہ جاذب توجہ چیز اور کیا ہوگی؟ لوگ مودودی صاحب کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور انہوں نے مسلمان مجاہدوں کے سامنے ایک جابرانہ و قاہرانہ معاشرت کا نقشہ کھینچنا شروع کیا۔ وہ معاشرت جس کا قیام

۱۔ جہاد بالسیف کی بنیاد پر ہو۔

۲۔ جہاں جہاد کی جارحانہ و مدافعانہ تقسیم غلط ہو۔

۳۔ وہ معاشرت جس میں ایک مرتبہ داخل ہونے کے بعد انسان حریت ضمیر اور آزادیٔ تحریر و تقریر سے محروم ہو جاتا ہے

۴۔ جس معاشرت میں ایک بار داخل ہونے کے بعد اس سے نکلنا "ارتداد" سمجھا جاتا ہو۔

۵۔ جہاں مرتد کی سزا قتل کے سوا کچھ نہ ہو۔

۶۔ جہاں انبیاء۔ صحابہ اور اکابر امت کے متعلق یہ تلقین ہو کہ یہ "کتابی انسان" ہیں اصل انسان اس سے بہت مختلف ہوتے ہیں

۷۔ جہاں امت کا پچھلا حصہ اگلے حصہ پر لعن و طعن کرنے میں زبان دراز ہو۔

غرض مودودی صاحب نے ایک ایسے "تخیلی زندگی" کا نقشہ کھینچنا شروع کیا اور اسی کا نام حکومت الٰہیہ یا اسلامی سٹیٹ رکھا۔ اور یہ دعویٰ کیا کہ اس زمانہ میں خدا کا جو مبارک ترین منشاء ہے۔ خدا نے اسی کو پیہم چلانے کے لئے منتخب کیا ہے یعنی مودودی صاحب کو۔

(روداد حصہ سوم اجلاس اول) (باقی)

منقولات

"ایک دفاعی خدمت"

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت مؤقر جریدہ "صدق جدید" لکھنؤ بابت ۱۱ر جولائی ۱۹۵۸ء میں مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی نے مندرجہ ذیل پُر حقیقت نوٹ لکھا ہے:-

"گھانا (مغربی افریقہ) کا ایک ہفت وار انگریزی ٹائمز (Guiana Times) ہے اس کا ۷ر مارچ ۱۹۵۸ء کا ایک تراشہ ڈاک سے موصول ہوا ہے جس میں پرچہ کے خصوصی مقالہ نگار پوسیٹن ہوز کا ایک بیہودہ سا شذرہ اس مضمون کا درج ہے کہ "اسلام کی خوبیاں اپنی جگہ مسلّم اور قابل داد ہیں۔ لیکن اس میں یہ کیا گندہ اور گھناؤنا طریقہ آبدست لینے کا بجائے کاغذ کے پانی سے رکھا گیا ہے" لیکن اس تکلیف دہ شذرہ کا جواب بھی دل کو یہ دیکھ کر کیسی خوشی ہوئی کہ پہلے ہی ہفتہ ۱۴ر مارچ کے پرچہ میں نکل گیا کہ "اس اسلامی تعلیم میں گندگی کا کوئی ذرا سا پہلو نہیں بلکہ فلاں فلاں ڈاکٹروں کی مستند طبی کتاب "Tropical Hygiene" میں فلاں عبارت موجود ہے جس میں صراحت سے پانی کو بجائے کاغذ کے پسند کیا گیا ہے"۔

یہ شافی مدلّل جواب ایک احمدی (قادیانی) مسعود احمد (وائس پرنسپل احمدیہ کالج ربوہ) کے قلم سے ہے۔ اس جماعت کو اسلام سے خارج کرتے وقت آخر اس کی ان ساری خدمات کو کیسے نظر انداز کر دیا جائے؟

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

بھی تو ایک حکیمانہ عادلانہ ہی قول ہے۔"

روس کی اقلیتیں

امریکی سینیٹ کی ایک کمیٹی نے روس کے بارے میں ۸۰ صفحات کی ایک رپورٹ شائع کی ہے۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ روس اگرچہ حق خود ارادیت کے اصول کی پُر زور حمایت کرتا ہے۔ لیکن اس کا عمل برعکس ہے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ روس میں اقلیتی گروہوں کو اجتماعی خانہ کشی اور دیگر تشدد آمیز اقدامات سے کمزور یا ختم کیا گیا ہے۔ ان اقدامات میں اسلام دشمن کارروائیاں بھی شامل رہی ہیں۔ جن کا مقصد اسلامی ثقافت اور اسلامی رواداری کو مکمل طور پر تباہ کرنا تھا۔ ان کارروائیوں کے سلسلہ میں چند بڑے بڑے ستمگروں کے سوا تمام مسجدوں کو تباہ کر [illegible] لیا۔ مولویوں اور دوسرے مذہبی قائدین کو [illegible] ار کیا گیا اور مذہبی کتابوں کی ضبطی [illegible] لی گئی۔ ہمیں معلوم ہے کہ روس [illegible] خلاف یہ رپورٹ [illegible] میں سرکاری طور پر مرتب کی گئی ہے جس کا مقصد سوویٹ [illegible] نام

کرنا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس بات کا کیا جواب ہے کہ ماسکو ریڈیو سے آئے دن مذہب خصوصاً اسلام اور اس کے احکام کے خلاف پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ ابھی حال میں ماسکو اور عشق آباد ریڈیو سے حج کا مذاق اُڑایا گیا ہے یہ پروپیگنڈا یہ کیا گیا کہ حج کا فریضہ ادا کرنے سے سوائے اس کے کہ وقت اور روپیہ ضائع ہو اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اور یہ جو آئے دن روس کی طرف سے کلچرل وفود دوسرے ممالک کو بھیجے جاتے ہیں اور ان پر لاکھوں روپیہ صرف کیا جاتا ہے۔ وہ شاید وقت اور سرمایہ کا ضیاع نہیں ہے؟

متحدہ اقوام کی بے بسی

ماسکو ریڈیو کے اسلام دشمنی پروپیگنڈا سے قطع نظر ان لاکھوں روسی مسلمانوں کے متعلق کیا کہا جائے گا جو فرانس، حجاز اور دوسرے ممالک میں پناہ گزین ہیں؟ کیا ان لوگوں نے اپنا وطن خوشی کے ساتھ چھوڑا؟ آخر یہ لوگ وطن چھوڑنے پر کیوں مجبور ہوئے؟ سوال یہ ہے کہ متحدہ اقوام کا ایک ممبر علانیہ اپنی اقلیتوں کو تباہ کر رہا ہے۔ مگر انسانی حقوق کا چارٹر اس کا کچھ نہیں بنا سکتا۔ متحدہ اقوام تو اقلیتوں کے حقوق کی بھی ٹھیکیدار ہے۔ مگر وہ آج تک روسی مسلمانوں کے بارے میں سوویٹ یونین سے باز پرس نہ کر سکی۔ جن قوموں سے انصاف کی امید تھی وہ اپنے مفاد کے لئے روس کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھا رہی ہیں اُنہیں کریملن کی نظر التفات چاہیئے اقلیتوں کا جو بھی حشر ہو۔ اس کی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔ ان ہی بے انصافیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جمہوریت ایک ڈھونگ ہے۔ حقوق کے چارٹر ایک فریب ہیں۔ دستور اور اعلانات محض سیاسی سٹنٹ ہیں۔ کوئی حکومت اگر اپنی اقلیتوں کی نسل کشی بھی کر دے تو یہ اس کا گھریلو معاملہ قرار پائے گا۔ انسانی رشتہ کوئی چیز نہیں۔ اصل چیز جغرافیائی حدود ہیں۔ جن میں آزادی کے ساتھ ظلم و ستم کا ہر کھیل کھیلا جا سکتا ہے"۔

(الجمعیۃ دہلی ۱۳ر جولائی ۱۹۵۸ء)

احیائی ذہنیت کا طوفان

ریورنڈ اے ۱۱ ے کرچی میرڈ پولیٹی برائے ہند پاکستان لنکا اور [illegible] نے لندن کے سینٹ پال کیتھڈرل میں تقریر کرتے ہوئے ہندوستان کی اس احیائی ذہنیت "Revivalism" پر تبصرہ کیا جو یہاں طوفان بن کر اُٹھ رہی ہے۔ آپ نے کہا کہ ہندوستان میں بڑی تیزی اور شدت کے ساتھ مذہب کا احیاء ہو رہا ہے۔ نفس، مذہب اور روحانیت کا احیاء نہیں بلکہ ہندو دھرم اور بدھ ازم کا احیاء اس کی تفصیل آپ نے یوں بیان کی کہ جب سے ہندوستان میں مہاتما بدھ کی ڈھائی ہزار سالہ جینتی منائی گئی ہے۔ احیائی ذہنیت کی رفتار بہت تیز ہو گئی ہے:

لطف کی بات یہ ہے کہ یہ احیائی ذہنیت مذہبی لوگ نہیں بلکہ سیاسی لیڈر پیدا کر رہے ہیں۔ لیکن کیا واقعی یہ لیڈر مذہب اور روحانیت کے دلدادہ ہیں؟ اور کیا وہ مادہ پرستی سے دل برداشتہ ہو کر مذہب کی طرف رجوع فرما رہے ہیں؟

اس کے جواب میں ریورنڈ موصوف نے کہا کہ "اگر اس نام نہاد احیائی تحریک کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اس کا مذہب اور روحانیت سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ اس کی جڑیں قوم پرستی، سیاست، سماج، اور اقتصادیات میں قائم ہیں"۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہندوستان کے سیاسی لیڈر سیاسی اور قومی اغراض کیلئے مذہب کا استعمال کر رہے ہیں۔ احیائی ذہنیت کا مقصد بھی سیاسی [illegible] ہے اور اس کا سلسلہ قدم قدم پر ہو رہا ہے"۔ (الجمعیۃ ۱۲ر جولائی ۱۹۵۸ء)

تبلیغی رپورٹ دفتر زیارت مقامات مقدسہ

بابت ماہ جون ۱۹۵۸ء

(۱) عرصہ زیر رپورٹ میں زائرین کی تعداد ۴۳۴ ہے اور سابقہ تعداد ۱۱۹۷۴۲ تھی۔ اس طرح کل تعداد از ۱/۲ آنا ۶/۵۸ ۳۰ = ۱۲۱۱۷۵ ہے۔

(۲) اس تعداد میں سے تعلیم یافتہ اور سمجھدار اشخاص کو جو لٹریچر مختلف زبانوں میں تقسیم کیا اس کی تعداد عرصہ زیر رپورٹ میں ۲۵۱ ہے۔ اور سابقہ تعداد ۲۲۶۱۳ تھی۔ اس طرح کل تعداد از ۱/۲ آنا ۶/۵۸ ۳۰-۴-۳۰ ۲۲۸۶۴ ہے۔

(۳) ان آنے والے زائرین میں بعض گورنمنٹ حکام اسکولوں و کالجوں کے مدرس، پروفیسر و طلباء پبلک کے مختلف فرقہ و اقوام کے لوگ ہیں۔ جنہوں نے جماعت احمدیہ کے عقائد و تعلیمات کو دلچسپی سے سنا اور لٹریچر پڑھنے کے بعد بعض نے اپنی آراء بھی تحریر کیں جو بخوف طوالت نظر انداز کر کے صرف ایک نمونۃً تحریر ہے۔

"حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی بعض ہدایات حقیقت میں زندگی کی راہنمائی کرنے والے ایسے اصول ہیں جو اخلاق کو سدھارنے میں بہت مدد کر سکتے ہیں"۔

زائرین کو بتلایا جاتا رہا کہ دنیا میں جب کبھی گناہوں، پاپوں کا دور آیا۔ لوگوں کا خدا تعالیٰ سے جب تعلق ٹوٹ جاتا رہا تو خدا نے اپنی ہستی کا ثبوت دینے اور دہریت کو دنیا سے دور کرنے کے لئے۔ انسانیت کا سبق سکھلانے اور اخلاق سنوارنے کیلئے۔ ہمیشہ ہی اپنے مامور۔ نبی یا مرسل کو دنیا میں بھیجا۔ زمانہ سابقہ میں اس کا یہی قانون رہا اور موجودہ میں بھی ہے۔ یہ زمانہ جس میں سے ہم گذر رہے ہیں۔ لوگوں نے مذہب کی تعلیم کو بھلا دیا۔ خوف خدا دل سے جاتا رہا بغض۔ کینہ۔ دشمنی اور طرح طرح کے گناہوں میں انسان مبتلا ہو گئے اور تری و خشکی ہر جگہ فساد برپا ہونے لگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے پہلے کی طرح اس زمانہ میں بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے دنیا کو ہدایت کا راستہ دکھلایا اور خدا اور انسان کا ٹوٹا ہوا رشتہ پھر جوڑ کر بھٹکی ہوئی دنیا کو پھر اللہ تعالیٰ سے ملا دیا۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خون مسلم کی ارزانی

اگر تھوڑی دیر کے لئے امریکہ، برطانیہ، روس اور صدر ناصر کو نظر انداز کر دیا جائے تو ہمیں یہ چیز نظر آتی ہے کہ مسلمان مسلمان کے ہاتھوں مارے جا رہے ہیں۔ اور قتل مسلم کا ارتکاب کرنے والے وہی ہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ پالیسی خواہ روس کی چلے یا امریکہ کی اور شکست خواہ مغربی طاقتوں کی ہو یا نیچے پٹھوؤں کی، مرنے اور مارنے والے مسلمان ہیں تباہ ہونے والے مسلمان ہیں۔ پالیسی دوسروں کی چل رہی ہے اور تباہی مسلمانوں پر آ رہی ہے سب تماشہ دیکھ رہے ہیں بیان پر بیان نکل رہے ہیں۔ کوئی مصالحت کی پیشکش کر رہا ہے۔ کوئی بچ بچاؤ کا فرض ادا کرنا چاہتا ہے مگر جانتے سب ہیں کہ خون صرف مسلمانوں کا بہہ رہا ہے۔ سب اپنی اپنی بولی بولتے رہیں گے۔ کیونکہ ان کا تو کچھ نہیں بگڑا۔ مرنے والے تو مسلمان ہی ہیں اور مریں گے تو مسلمان ہی مریں گے یہ سیاسی طفل تسلیاں ہیں۔ کہ فلاں طاقت کی ڈپلومیسی ناکام ہوئی اور فلاں کی کامیاب رہی۔ اس بات کا دیکھنے والا کوئی نہیں کہ قربانی کا بکرا کون بنا اور دو لاکھوں کی جگہ پر کون پیسا! بڑے سے بڑا متقی جب اس انقلاب کو سیاسی عینک لگا کر دیکھتا ہے تو اُسے خون مسلم کی ارزانی پر ذرہ برابر تاسف نہیں ہوتا وہ تو صرف یہ دیکھتا ہے کہ [illegible] گروہ کا قلع قمع ہوا اور ایک خاص نظریہ کو کامیابی حاصل ہوئی۔ (الجمعیۃ دہلی ۲۰ر جولائی ۱۹۵۸ء)

[illegible] الحاج ۔۔۔ رفاکسار ہ زحرف الف رجودہ کلاتھ دیں) مہاتہ [illegible] سلسلہ درویشان قادیان اور احباب جماعت سے عاجزانہ دعائی درخواست ہے [illegible] بہت ہی خراب ہو چکی ہے [illegible]

[illegible] ظلم و ستم کا تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں مالی حالت بہت ہی خراب ہے بزرگان سلسلہ و درویشان کرام کی خدمت میں دردِ دل سے دعائی درخواست ہے اللہ تعالیٰ [illegible]

تحریکِ وقفِ جدید کے مالی جہاد میں حصہ لینے والے احباب

احباب کو علم ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے ماتحت مختلف مقامات پر جماعت کے تبلیغی و تعلیمی و تربیتی کاموں میں وسعت پیدا کرنے کے لئے وقفِ جدید کی اسکیم شروع کی جا چکی ہے۔ اس مبارک تحریک میں بہت سے احباب شمولیت کر چکے ہیں۔ لیکن ابھی بہت سے احباب ایسے ہیں جنہوں نے اس سکیم کے ماتحت وعدہ نہیں لکھوایا اور ادائیگی نہیں فرمائی۔ چھ روپیہ سالانہ یا آٹھ آنہ ماہوار کی رقم کی ادائیگی سے اس کارِ ثواب اور کارِ خیر میں حصہ لیا جا سکتا ہے۔ یہ رقم کم از کم ہے۔ اس سے زائد بھی حسب توفیق احباب دے سکتے ہیں۔

میں احباب سے درخواست کرتا ہوں زیادہ سے زیادہ اس تحریک میں شامل ہو کر جماعت کی ترقی میں حصہ لیں۔ ہندوستان کے وسیع ملک میں انتہائی جد و جہد اور قربانی سے کام کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

اس تحریک میں شامل ہو کر چندہ دینے والے احباب کی فہرست کی قسط نمبر ۱ ذریعہ اخبار بدر ۱۰ر جولائی ۱۹۵۸ء شائع ہو چکی ہے باقی احباب بھی جلد شامل ہو کر عنداللہ ماجور ہوں فہرست قسط نمبر ۲ حسب ذیل ہے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

نام		رقم
مرزا محمد اقبال صاحب قادیان		۱-۵۰
مہرالدین صاحب	"	۰-۵۰
مرزا محمد اسحاق صاحب	"	۱-۰۰
بابا الٰہ بخش صاحب	"	۰-۵۰
عبد الرحمٰن صاحب فیاض	"	۱-۰۰
مولوی عبد الحق صاحب		۰-۵۰
مولوی الٰہ دین صاحب	"	۰-۵۰
حافظ الٰہ دین صاحب	"	۰-۵۰
مولوی عبد الحمید صاحب	"	۰-۵۰
چودھری فیض احمد صاحب	"	۱-۰۰
خلیل الرحمٰن صاحب	"	۰-۵۰
عبد السلام صاحب	"	۰-۵۰
مرزا عبد اللطیف صاحب	"	۱-۰۰
محمد عبد اللہ صاحب ہاشمی	"	۱-۰۰
حکیم عبد الرحیم صاحب	"	۱-۰۰
بابا جان محمد صاحب	"	۰-۵۰
بابا محمد الدین صاحب	"	۰-۵۰
بابا شکر الدین صاحب	"	۰-۵۰
بابا الٰہ بخش صاحب	"	۰-۵۰
شمس العارفین صاحب	"	۰-۵۰
عبد الرشید صاحب نیاز	"	۱-۰۰
فضل الرحمٰن صاحب	"	۱-۰۰
عبد الرحیم صاحب سندھی	"	۱-۰۰
خدا بخش درویش	"	۱-۰۰
مولوی عبد الرحمٰن صاحب	"	۶-۰۰
محمد سعید صاحب انور	"	۰-۵۰
مولوی محمد عبد اللہ صاحب	"	۰-۵۰
شیخ عبد الحمید صاحب عاجز	"	۱-۰۰
چوہدری محمد احمد صاحب	"	۱-۰۰
عطاء الرحمٰن صاحب عباسی	"	۰-۵۰
حمید اللہ صاحب	"	۱-۰۰
ممتاز احمد صاحب ہاشمی	"	۰-۵۰
مستری محمد دین صاحب	"	۰-۵۰
[illegible]	"	۰-۵۰
بابا نذر احمد صاحب	"	۱-۰۰
بی احمد علی صاحب مرکرہ		۱۲-۰۰
اہلیہ صاحبہ "	"	۶-۰۰

نام	رقم
بچگان پی احمد علی صاحب مرکرہ	۶-۰۰
مولوی اے بی ابراہیم صاحب پینگاڈی	۱-۰۰
کے ہاجرہ صاحبہ "	۱-۰۰
پی وی مولوی عبد اللہ صاحب "	۳-۰۰
دختر عبد اللہ صاحب قادیان	۰-۵۰
مظہر حسین صاحب "	۰-۵۰
محمد عبد اللہ صاحب ہاشمی "	۱-۰۰
محمد یوسف صاحب گجراتی "	۰-۵۰
اہلیہ صاحبہ " "	۰-۵۰
مکرم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مرحوم	۶-۰۰
مکرمہ والدہ صاحبہ شیخ داؤد احمد صاحب عرفانی	۶-۰۰
مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی مرحوم	۶-۰۰
" بابو فیروز علی صاحب مرحوم	۶-۰۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ بابو فیروز علی صاحب	۶-۰۰
مکرم شیخ داؤد احمد صاحب عرفانی	۶-۰۰
مکرمہ بلقیس زبیدہ صاحبہ اہلیہ "	۶-۰۰
داؤد احمد صاحب عرفانی	۶-۰۰
نعیمہ سلطانہ صاحبہ بنت داؤد احمد صاحب عرفانی	۶-۰۰
سعیدہ سلطانہ صاحبہ "	۶-۰۰
فیروز احمد صاحب عرفانی ابن داؤد احمد صاحب عرفانی	۶-۰۰
حسن محمد صاحب	۶-۰۰
مولوی عبد اللطیف صاحب عاجز	۰-۵۰
" عبد المطلب صاحب	۱-۰۰
افتخار احمد صاحب اشرف قادیان	۱-۰۰
مائی حسین بی بی صاحبہ "	۲-۰۰
اللہ رکھی صاحبہ اہلیہ فضل الرحمٰن صاحب "	۰-۵۰
بشیر النساء صاحبہ حیدر آباد	۱-۰۰
رقیہ صاحبہ اہلیہ خواجہ عبد الستار صاحب قادیان	۰-۵۰
رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مستری محمد الدین صاحب "	۰-۵۰
علیمہ صاحبہ اہلیہ شمس العارفین صاحب قادیان	۱-۰۰
حکیم محمد رمضان صاحب	۶-۰۰
خدیجہ بیگم صاحبہ اہلیہ قاضی شاد بخت صاحب	۱-۰۰
سید محمد محسن صاحب کٹک	۳-۰۰

نام	رقم
کے۔ بی زبیر صاحب	۶-۰۰
کریم بخش صاحب کلکتہ	۱-۰۰
عبد الرحیم صاحب مالاباری	۱-۰۰
سید محمد سرور صاحب کٹک	۶-۰۰
" یعقوب الرحمٰن صاحب سونگھڑہ	۱-۰۰
والدہ صاحبہ مولوی غلام محمد صاحب	۲-۰۰
شیخ شمس الدین صاحب بھدرک	۱-۰۰
غلام رسول صاحب چیمہ	۷-۰۰
امۃ الکریم صاحبہ محی الدین پورہ سونگھڑہ	۰-۵۰
محمد عثمان صاحب شموگہ	۱-۰۰
عبد الخالق صاحب "	۱-۰۰
عبد القادر صاحب سوگری معہ خاندان	۱۲-۰۰
سید حسن شاہ صاحب ستارہ	۶
ڈاکٹر رفیع اللہ صاحب فیض آباد	۱-۰۰
عبد الرحمٰن صاحب فیاض	۱-۰۰

مالابار احمدیہ ایسوسی ایشن قادیان کا دوسرا سالانہ جلسہ

(از محمد عمر صاحب مالاباری پریذیڈنٹ ایسوسی ایشن قادیان)

قادیان ۲۲ر جولائی ۱۹۵۸ء۔ کل بعد نماز عشاء مالابار احمدیہ ایسوسی ایشن کا دوسرا سالانہ جلسہ زیر صدارت جناب ناظر صاحب تعلیم و تربیت قادیان مدرسہ احمدیہ کے صحن میں منعقد ہوا۔

تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا ایک پیغام پڑھ کر سنایا جو کہ مندرجہ ذیل ہے:-

"ہر سوسائیٹی جو نیک نیت کے ساتھ خدمتِ دین یا خدمتِ خلق کی غرض سے قائم کی جائے اور اس کے کام کرنے والے مخلص لوگ ہوں۔ وہ خدا کی طرف سے ضرور برکت حاصل کرتی ہے۔

پس اگر آپ ان شرائط کے ساتھ کام کریں گے تو آپ کی ایسوسی ایشن بھی خدا کے فضل سے برکت پائے گی اور مفید کام کر سکے گی۔

مالابار کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہاں کی آبادی دراصل عرب سے آئی ہوئی ہے۔ اور احمدیت کا بیج بھی وہاں عرصہ ہوا بویا جا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تبلیغ اور تربیت کے میدان میں اچھا کام کرنے اور مفید خدمت بجا لانے کی توفیق دے اور آپ کا وجود اسلام اور احمدیت کے لئے مفید ثابت ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر جو نوجوانوں کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے۔ بہت خوب ہے

بجوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا"

مندرجہ بالا پیغام کے علاوہ جناب بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلغ اسلام ٹرینیڈاڈ کا ایک پیغام بھی سنایا گیا جس میں انہوں نے مالابار ایسوسی ایشن کی کارروائیوں کو سراہتے ہوئے اس بات کا ذکر کیا کہ مالاباری احباب نے احمدیت کی تبلیغ میں نمایاں حصہ لیا ہے اور مالابار کی علمی جماعتوں کو عملی طور پر کام کرتے ہوئے میں نے دیکھا ہے۔"

اس کے بعد جناب مولوی برکات احمد صاحب بی۔ اے راجیکی کا ایک نصیحت آموز مضمون بھی پڑھ کر سنایا گیا جو کہ انہوں نے اس جلسہ کے لئے تیار کیا تھا۔ اس مضمون میں درویشوں کے اعلیٰ مقام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

"یہ مقام حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو طالب علمی کا وقت بھی دیا ہے۔ پس اس وقت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنے درویشی مقام کو سامنے رکھتے ہوئے کوشش اور جدوجہد سے کام لیں۔ اور اس قدوس ذات خدا تعالیٰ سے ہی اپنا دل لگائیں اور اپنی تمام ہمت ارادہ اور محبت سے اس محبوبِ حقیقی کی طرف دوستی بڑھانے کے لئے جھکیں۔ اگر آپ اس چھوٹی عمر میں اس واحد یگانہ سے تعلق استوار کریں گے تو تعلیم کے بعد جب آپ کی عملی زندگی شروع ہوگی تو اس تعلق کی برکت سے آپ خدا کی بیشمار قدرتوں اور نصرتوں کے کرشمے دیکھیں گے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد
رحمتت آشکار بنوازد

یعنی اے خدا جو پوشیدہ تجھ سے تعلق رکھتا ہے تیری رحمت ظاہری طور پر اس پر مہربانی اور نوازش کرتی ہے۔

مضمون کے آخر میں آپ نے بتایا کہ "اگر آپ نختہ ارادہ سے خدا تعالیٰ کو پانے کیلئے سعی و جہد شروع کر دینگے تو وہ مہربان خدا ہر قدم پر آپکا ساتھ دیگا اور آپ پر اپنے قرب اور وصال کے رستے کھولتا جائیگا

اسکے بعد سیکرٹری عبد الحق صاحب نے گذشتہ سال کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ بعدہ مختلف زبانوں میں ممبران ایسوسی ایشن کی تقاریر کا آغاز ہوا۔ زین العابدین صاحب مالاباری (اردو زبان میں) بشیر الدین صاحب سونگھڑوی نے (بزبان اڑیہ) فخر الدین صاحب حیدر آبادی نے (بزبان سندی) عبد السلام کنسڑھری (بزبان تیلگو) مسعود احمد صاحب بہار نے (اردو میں) اور مالک ارنے (بزبان ملیالم) مختلف عناوین پر تقاریر کیں۔ تقاریر کے دوران میں اردو، تلگو اور ملیالم میں مختلف نظمیں بھی سنائی گئیں۔ آخر میں صدارتی تقریر ہوئی جس میں محترم صدر

دعائے صحت: [illegible] مکرم فضل الٰہی خان صاحب درویش کے ہاں جو نواں بچہ پیدا ہونے کے افسوس مورخہ ۲۰ر ۵۸ء کو نومولود بچہ وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بچی خیریت سے ہے۔ احباب کرام عم العبد لی صبر جمیل کیلئے دعا فرمائیں۔ (ایڈیٹر)

زکوٰۃ کی اہمیت

(اشتہار)

احبابِ جماعت کا فرض

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں قریباً ہر جگہ نماز کے حکم کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم بھی دیا ہے۔ اور جو شخص زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسی طرح قابلِ مواخذہ ہے جیسا کہ ایک تارک نماز۔ کیونکہ زکوٰۃ اسلام کا لازمی اور ضروری رکن ہے۔ اور قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے ظاہر ہے۔ کہ جو مسلمان صاحبِ نصاب ہوتے ہوئے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ ایک مجرم کی حیثیت میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت عذاب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

جو شخص اپنے مال میں سے زکوٰۃ ادا کر کے اسے پاک کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے اپنی طرف سے مغفرت اور فضل کا وعدہ دیتا ہے۔ یہ امر بھی مستحضر رکھنا چاہیئے کہ سلسلہ کی طرف سے عائد کردہ کوئی لازمی یا طوعی چندہ زکوٰۃ کا قائمقام نہیں سمجھا جا سکتا۔ کیونکہ زکوٰۃ ایک الگ فریضہ ہے۔ جو باوجود دیگر مختلف چندوں کے ادا کرنے کے پھر بھی واجب رہتا ہے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کتاب کشتی نوح میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"اے دے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ دینے کے لائق ہے۔ وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے۔ اور کوئی مانع نہیں۔ وہ حج کرے"۔

(کشتی نوح صفحہ ۱۶ سائز کلاں)

ہندوستان کی جماعتوں کی طرف سے آمد زکوٰۃ کی موجودہ پوزیشن کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جماعت کے متعدد احباب اس فریضہ کی ادائیگی میں وہ چستی نہیں دکھا رہے۔ جو کہ ہونی چاہیئے۔ اور بعض دوست باوجود صاحبِ نصاب ہونے کے اس فرض کی ادائیگی میں غفلت اور پہلو تہی سے کام لے رہے ہیں۔ حالانکہ احبابِ جماعت اگر صحیح طور پر محاسبہ کریں تو اکثر گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔ بہت سے زیورات ہیں۔ جن کی زکوٰۃ باوجود واجب ہونے کے نہیں دی جاتی۔ کئی تجارتیں اور کاروبار ہیں۔ جن پر ادائیگی زکوٰۃ لازم ٹھہرتی ہے۔

پس احباب کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے طور پر فکر سے اس ادائیگی کے لئے محاسبہ کریں۔ ایسے تمام افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے شرعی نصاب زکوٰۃ کا مالک بنایا ہو۔ وہ اس اہم فرض کی پابندی کرتے ہوئے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں۔

مجھے امید ہے کہ جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے امراء۔ صدر صاحبان، سیکرٹریان مالی اور دیگر عہدیداران ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق خود بھی اعلیٰ عملی نمونہ پیش کریں گے اور اپنے اپنے حلقہ کے دیگر تمام احباب پر بھی زکوٰۃ کی اہمیت کو واضح کر کے اپنی فرض شناسی کا ثبوت دیتے ہوئے عند اللہ ماجور ہوں گے۔

زکوٰۃ کی جملہ رقوم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بھجوائی جائیں۔ اور ارسال تفصیل سے نظارت ہذا کو اطلاع دی جائے۔　　　(ناظر بیت المال قادیان)

ولادت و اعلانِ دعا مکرم غفور محمد صاحب جگاؤں ضلع جھانسی اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے خسر مکرم غلام احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۷ رجون کی شب کو لڑکا عطا فرمایا۔ احباب نومولود کی درازیٔ عمر اور اس کو دینی و دنیاوی نعماء سے سرفراز کئے جانے اور خادمِ دین بننے کے لئے دعا فرماویں۔

مکرم غفور محمد صاحب نے اس خوشی میں مبلغ ۱۰/- روپے "شکرانہ فنڈ" میں ارسال فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر بیت المال قادیان)

چندہ جلسہ سالانہ

کی

ادائیگی جلسہ سے قبل ضروری ہے

جلسہ سالانہ قادیان امسال ۱۷-۱۸-۱۹ر اکتوبر منعقد ہو رہا ہے اس کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے چندہ جلسہ سالانہ جاری ہے۔ جس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا $\frac{1}{120}$ حصہ بطور لازمی چندہ کے مقرر ہے۔

اس چندہ کی ادائیگی جلسہ سے قبل سو فی صدی ہو جانی چاہیئے تاکہ بروقت ضروریات کے لئے اجناس وغیرہ خرید کی جا سکیں۔

چونکہ اب تک اس چندہ کی رقم بہت کم وصول ہوئی ہے اور آمد کی موجودہ رفتار بھی تسلی بخش نہیں ہے۔ اس لئے جملہ جماعتوں کے صدر صاحبان اور سیکرٹریانِ مال کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کے لئے ابھی سے خاص کوشش اور جد و جہد شروع کر دیں۔ اور جو احباب یکمشت ادائیگی کی توفیق رکھتے ہوں اُن سے فوری طور پر یکمشت وصولی کر کے رقمیں مرکز میں بھجوا دیں۔ اور جو دوست یکمشت ادائیگی نہ کر سکتے ہوں ان سے ایسی اقساط میں وصولی شروع کر دیں۔ کہ جلسہ سالانہ تک تمام جماعت کے چندہ جلسہ سالانہ کی سو فی صدی وصولی ممکن ہو سکے۔

جو احباب اس چندہ کی ادائیگی میں جلدی کریں گے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ثواب کے مستحق ہوں گے۔ کیونکہ اس وقت اجناس نسبتاً سستی خریدی جا سکیں گی۔

امید ہے کہ جملہ عہدہ داران اور احبابِ جماعت چندہ جلسہ سالانہ کی سو فی صدی ادائیگی کا اولین وقت میں انتظام کرنے فرض شناسی کا ثبوت دینگے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں کماحقہٗ ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔　　　(ناظر بیت المال قادیان)

منظوری عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان

جماعت احمدیہ بھدرک

نائب سیکرٹری تبلیغ

مکرم حاتم خاں صاحب۔ بھدرک ضلع بالاسور۔ اڑیسہ۔ منظوری $\frac{4}{59}$-۳۰

جماعت احمدیہ بھدرواہ

سیکرٹری امور عامہ و سیکرٹری تعلیم و تربیت

مکرم منشی عبد الغفار صاحب۔ بھدرواہ ضلع ڈوڈہ کشمیر۔ شرح منظوری چھ ماہ

جماعت احمدیہ لدّرون

پریذیڈنٹ۔ مکرم خواجہ محمد یوسف صاحب

دانی۔ اندرون ڈاکخانہ آدرہ ہندواڑہ ضلع بارہ مولا۔ کشمیر۔

سیکرٹری جبایہ مبیعہ جات

مکرم خواجہ شمس الدین صاحب

شرح منظوری چھ ماہ

جماعت احمدیہ سونگھڑہ

سیکرٹری تبلیغ۔ آڈیٹر

مکرم مولوی سید بدر الدین احمد صاحب کرسمبی۔ سونگھڑہ۔ کٹک۔ اڑیسہ

منظوری $\frac{4}{59}$-۳۰

جماعت احمدیہ گنگٹلہ

پریذیڈنٹ۔ مکرم ماسٹر شمس الدین صاحب بی اے موضع گنگٹلہ ڈاکخانہ گوکرنا ضلع مرشد آباد۔ ویسٹ بنگال

سیکرٹری مال۔ مکرم شیخ مستقیم صاحب۔

سیکرٹری امور عامہ۔ مکرم نذیر احمد صاحب۔

سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ۔ مکرم عرفان علی صاحب و مقصود علی صاحب۔

سیکرٹری تعلیم و تربیت۔ مکرم ماسٹر سید ابو الفضل صاحب

سیکرٹری ضیافت۔ مکرم عشیر الدین صاحب منظوری $\frac{4}{59}$-۳۰

(ناظر اعلیٰ قادیان)

خبرنامہ

بیروت ۲۱ر جولائی۔ لبنان میں امریکی فوجوں کے ترجمان نے آج پریس کانفرنس میں باقاعدہ طور پر اعلان کیا کہ لبنان میں امریکی بحری، بری اور ہوائی فوجیں ایٹمی ہتھیاروں سے لیس ہیں۔ ترجمان نے اس کے سوا کچھ بتانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ امریکی فوج آج سارا دن اترتی رہے گی۔ اور یہ سلسلہ کل بھی جاری رہے گا۔ امریکی فوجوں کے پاس ۷۵ ملی میٹر دہانے کی توپیں بھی ہیں۔

واشنگٹن ۲۱ر جولائی۔ روسی وزیراعظم مسٹر خروشچیف نے مشرق وسطیٰ کی خطرناک صورت حال کو روکنے کے لئے بھارت۔ روس امریکہ۔ برطانیہ اور فرانس کی کانفرنس بلانے کی جو تجویز پیش کی تھی۔ امریکہ نے اس کے متعلق اپنا جواب تیار کر لیا ہے۔ آج اس جواب پر شمالی اٹلانٹک معاہدہ میں شامل ۱۵ ممالک کے نمائندے غور کرنے والے تھے اور اسے آج رات ہی ماسکو بھیجدیا جانا تھا۔

نیویارک ۲۱ر جولائی۔ امریکہ کے سرکردہ اخبار نیویارک ٹائمز کے نامہ نگار مقیم قاہرہ نے اطلاع دی ہے کہ روس کے وزیراعظم مسٹر خروشچیف نے متحدہ عرب ری پبلک کے صدر ناصر کو آگاہ کر دیا ہے کہ والنٹیئر روس کے ہوائی اڈوں پر وسط مشرق جانے کے لئے منتظر کھڑے ہیں۔ صرف صدر ناصر کے والنٹیئر بھیجنے کی درخواست کا انتظار ہے۔ نامہ نگار نے معتبر حلقہ کے حوالہ سے خبر دی ہے کہ صدر ناصر نے گذشتہ دیرہ دار ماسکو میں مسٹر خروشچیف سے جو خفیہ ملاقات کی تھی اس میں اُنہوں نے دریافت کیا تھا کہ اگر مغربی طاقتیں سیریا یا مصر پر حملہ کریں۔ تو متحدہ عرب ری پبلک روس سے کس قسم کی امداد کی توقع رکھ سکتی ہے۔ اس کے جواب میں مسٹر خروشچیف نے کہا کہ والنٹیئر روس کے ہوائی اڈوں پر وسط مشرق جانے کو تیار کھڑے ہیں صرف ان کی طرف سے درخواست آنے کی ضرورت ہے۔ وسط مشرق کے حالات کے پیش نظر بحیرہ بالٹک اور بحیرہ منجمد شمالی میں روس کے بحری بیڑوں کو تیار رہنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ بحیرہ بالٹک میں روسی بحری فوجوں کی زبردست مشقیں ہو رہی ہیں۔ اور اسی سمندر میں روسی بحری بیڑے کی نقل و حرکت تیز ہو گئی ہے بیڑہ میں تباہ کن جنگی جہازوں کے علاوہ آبدوز کشتیاں بھی شامل ہیں۔ اور کھلے سمندر میں جو جہاز ہیں انہیں بحیرہ بالٹک میں بلا لیا گیا ہے۔

استنبول ۲۱ر جولائی۔ ترکی سرکار نے اپنی فوجوں کو جو سیریا اور عراق کی سرحدوں کے ساتھ ساتھ تعینات ہیں۔ مشرق وسطیٰ کی موجودہ صورت حالات کے پیش نظر ہر طرح سے تیار رہنے کا حکم دے دیا ہے۔ ترکی کے چیف آف سٹاف جنرل فیض منشی نے اڈانا کے ہوائی اڈا کا معائنہ کیا ہے یہ ہوائی اڈا سیریا کی سرحد سے صرف ایک سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور وہاں امریکہ کی ایٹمی ہتھیاروں سے مسلح فوج اتر چکی ہے۔ وہاں مزید امریکی فوج پہنچائی جا رہی ہے۔ ترکی کے سرکاری حلقوں کا کہنا ہے کہ ترکی کی روس کے ساتھ لگنے والی شمالی مشرقی اور شمالی مغربی سرحدوں سے آمدہ اطلاعات کے مطابق وہاں کے افسروں اور لوگوں میں روس و بلغاریہ کی جنگی مشقوں سے کوئی گھبراہٹ نہیں ہے۔

بیروت ۲۱ر جولائی۔ امریکہ کی طرف سے دس لاکھ پوسٹر ہوائی جہازوں کے ذریعہ گرائے جا رہے ہیں۔ ان پوسٹروں میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ امریکی فوجیں لبنان میں کیوں بھیجی گئی ہیں ان میں کہا گیا ہے۔ کہ امریکی فوجیں لبنان کی آزادی اور علاقائی سالمیت کے لئے آئی ہیں۔

ریاض ۲۱ر جولائی۔ سعودی عرب کی حکومت نے اس خبر کی تردید کی ہے۔ کہ جارڈن کو تیل لے جانے والے مغربی جہازوں کو سعودی عرب سے گذرنے کی اجازت دیدی گئی۔ سعودی عرب کے انکار کی وجہ سے امریکی اور برطانوی جہاز اب کسی دوسرے راستہ سے تیل لے جا رہے ہیں۔ شاہ جارڈن نے شاہ سعود سے راستہ طلب کرنے کے لئے ایک خاص نمائندہ بھیجا ہے سعودی عرب کے انکار کی وجہ سے ایک خاص نمائندہ بھیجا ہے۔ سعودی عرب امریکی جہازوں کو اپنے علاقہ سے گذرنے کی اجازت دیکر یہ تاثر پیدا نہیں کرنا چاہتا کہ وہ موجودہ کرائسیس میں مغربی ملکوں کا ساتھ دے رہا ہے۔

ڈھاکہ ۲۱ر جولائی۔ آسام میں بعض پاکستانی علاقوں پر قبضہ کے بعد پاکستانی سرکار نے پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا ہے کہ بھارت نے مشرقی پاکستان سرحد کے قریب بھاری تعداد میں فوجیں جمع کرنی شروع کر دی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ بھارتی فوجیں اسلحہ و گولہ بارود سے پوری طرح مسلح ہیں اور انہیں ہلکی سی کی پہاڑیوں کے سرحدی علاقوں میں تعینات کیا گیا ہے۔ پاکستان سرکار کے بیان کے مطابق جوانی سب ڈویژن میں بھارت کی تین ڈویژن فوج جمع ہے اور اسلحہ و گولہ بارود کے علاوہ جوانی سب ڈویژن میں بھاری توپیں بھی پہنچا دی گئی ہیں بھارتی فوجوں کی نقل و حرکت گذشتہ ماہ شروع ہوئی تھی اور گذشتہ ۱۵ دنوں کے دوران میں نقل و حرکت تیز ہو گئی ہے۔

مشرق وسطیٰ میں ہلچل (بقیہ)

ان کا وقت قریب آن پہنچا ہے۔ مشرق وسطیٰ میں ایک اضطراب کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے ۱۴ر جولائی کو عراق میں فوجی بغاوت سے شاہ فیصل دوم کا تختہ حکومت اُلٹ دیا گیا۔ انقلاب پسندوں کے ہاتھوں ۲۳ سالہ شاہ فیصل اور معمر رسیدہ وزیراعظم نوری السعید کا قتل ہوا۔ عراق کی سرزمین سے شاہیت کا خاتمہ ہوا اور جمہوری حکومت کا قیام عمل میں آگیا۔

ادھر ۱۵ر جولائی کو لبنان میں صدر شمعون کی درخواست پر ہر قسم کے فوجی سامان سے لیس امریکی فوجیں ہزاروں کی تعداد میں اترنے لگیں اس کے دو روز بعد یعنی ۱۷ر جولائی کو شاہ حسین کی درخواست پر اردن میں برطانوی فوجیں دھڑا دھڑ اترنی شروع ہو گئیں اور اسی روز ترکی میں بھی امریکی فوجیں ہزاروں کی تعداد میں اتر پڑی ہیں۔

امریکی بلاک کی اس ہلچل سے روس کب چپ بیٹھنے والا تھا۔ بس ۱۷ر جولائی ہی کو ماسکو سے سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا کہ کل سے ترکی اور ایران کی سرحدوں کے ساتھ ملنے والے روسی علاقوں میں روس کی بری بحری اور ہوائی فوجوں کی زبردست فوجی مشقیں شروع ہو رہی ہیں۔ اعلان میں واضح کیا گیا کہ یہ مشقیں اسلئے کرائی جا رہی ہیں کہ تا روسی فوجوں کو دشمن کے مقابلہ کے لئے تیار بہ تیار کر دیا جائے۔

بہرحال جو کچھ بھی ہو یہ ظاہر ہے کہ دونوں بلاکوں کی زور آزمائی کی وقت سب سے پہلا اور ناقابلِ تلافی اثر مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک پر پڑیگا اور وہی قربانی کا بکرا بنیں گے! اور پھر خطرہ کی جگہ سے دور بیٹھے ماسکو اور واشنگٹن کی سیاسی فتح و شکست کی باتیں کی جائینگی کاش! مسلم کے ہاتھوں بالواسطہ اپنے ہی مسلم بھائی کے خون خرابے کے سامان نہ بنائے جاتے اور کاش وقت سے پہلے وہ [illegible]

۳۲ صفحہ کا رسالہ
اسلام کا عظیم الشان معجزہ
تمام جہان کے لئے عموماً
سکھ ہندو اقوام کیلئے خصوصاً
بزبان اردو
کارڈ آنے پر مفت
ارسال کیا جاتا ہے
عبداللہ الہ دین سکندرآباد۔ دکن

ایک مدرس کی فوری ضرورت

مدرسہ احمدیہ قادیان کے لئے ایک عربی دان معلم کی ضرورت ہے۔ خصوصیت سے علم منطق فلسفہ اور عربی ادب کی تعلیمی مہارت رکھنے والے معلم کو ترجیح دی جائے گی۔ تنخواہ بالمقطع ایک سو روپیہ ماہوار دی جائے گی۔ رہائشی مکان مفت دیا جائے گا۔ جماعت احمدیہ نیز غیر از جماعت معلموں کی درخواستیں مقامی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ اور مبلغ کی تصدیق کے ساتھ آنی ضروری ہیں۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

قادیان کے قدیمی دواخانہ کے مفید مجربات

زدِ جام عشق۔ قیمتی ادویہ سے مرکب۔ بہترین ٹانک جو اعصاب کو تقویت دے کر جسم میں نئی طاقت پیدا کر دیتا ہے۔ ایک ماہ کورس /۱۵ روپے۔

تریاق سل } یہ دوا سل کے مادہ کو دور کرتی اور پرانے تپ دقوں اور پرانی کھانسی کے لئے مفید ہے۔ ایک ماہ کورس بارہ روپے۔

حب مروارید عنبری } دل و دماغ کی تقویت کی خاص دوا۔ دماغی تھکن کو دور کر کے طبیعت شگفتہ بناتی ہے۔ دل کی کمزوری کے لئے خصوصیت سے مستعمل ہے۔ قیمت کورس چالیس روز سولہ روپے۔

نوٹ:۔ دیگر مفید اور زود اثر ادویات کی فہرست ہم سے مفت طلب کریں۔

ملنے کا پتہ:۔ پرچارمی اوشدھالیہ (دواخانہ خدمت خلق) قادیان۔ پنجاب

۸۰ صفحہ کا رسالہ
مقصد زندگی
احکام ربانی
کارڈ آنے پر
مفت
عبداللہ الہ دین سکندرآباد۔ دکن